اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ — عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

تار کا پتہ الفضل قادیان

الفضل قادیان

ایڈیٹر غلام نبی

The ALFAZL QADIAN

قیمت سالانہ پیشگی اندرون ہند ۱۰ — قیمت سالانہ پیشگی بیرون ہند ۱۳

جلد ۲۰	مطابق ۴ جمادی الثانی ۱۳۵۱ھ	یوم پنجشنبہ	مورخہ ۶ اکتوبر ۱۹۳۲ء	نمبر ۴۲

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز ۳ ستمبر گیارہ بجے کے قریب بذریعہ موٹر ڈلہوزی تشریف لے گئے۔

حضرت میرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے کو دو تین روز سے درد نقرس کی شکایت ہے۔ احباب دعائے صحت فرمائیں۔

۳ ستمبر بعد نماز عشاء مسجد اقصیٰ میں میاں خیر دین صاحب سیکھوانی نے ذکر حبیبؑ پر تقریر کی۔

مفتی عبد السلام صاحب خلف جناب مفتی محمد صادق صاحب کے ہاں لڑکا پیدا ہوا ہے۔ اللہ تعالےٰ مبارک کرے۔

مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری۔ اور مولوی ظہور حسین صاحب بھینی شرقپور ضلع شیخوپورہ۔ اور مولوی عبد الرحمٰن صاحب انور و مولوی محمد سلیم صاحب ببلول پور ضلع لائل پور تبلیغ کے لئے روانہ کئے گئے۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خاتم النبیین کا مطلب

(فرمودہ ۶ اکتوبر ۱۹۰۲ء)

"یہ جو خدا تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ مَاکَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ یہ بالکل درست ہے۔ خدا تعالےٰ نے آپ کی جسمانی ابوّت کی نفی کی۔ لیکن آپ کی روحانی ابوّت کا استثناء کیا ہے۔ اگر یہ مانا جائے۔ جیسا کہ ہمارے مخالف کہتے ہیں۔ کہ آپ کا نہ کوئی جسمانی بیٹا ہے۔ نہ روحانی۔ تو پھر اس طرح پر معاذ اللہ یہ لوگ آپ کو ابتر ٹھیراتے ہیں۔ مگر ایسا نہیں۔ آپ کی شان تو یہ ہے۔ کہ اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ۔ فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ۔ اِنَّ شَانِئَکَ ھُوَ الْاَبْتَرُ۔ اللہ تعالیٰ نے ختم نبوۃ کی آیت میں فرمایا ہے کہ جسمانی طور پر آپ باپ نہیں۔ مگر روحانی سلسلہ آپ کا جاری ہے۔ لیکن جبر نقصانات کیلئے آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کہتا ہے۔ کہ آپ خاتم ہیں۔ آپ کی مہر سے نبوۃ کا سلسلہ چلتا ہے۔" (الحکم ۱۷ اکتوبر ۱۹۰۲ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تبلیغی رپورٹیں

مختلف مقامات میں تبلیغ احمدیت

جماعت احمدیہ سیالکوٹ کی تبلیغی جدوجہد

ستمبر کے مہینہ میں انجمن احمدیہ سیالکوٹ کے چار اجلاس ہوئے جن میں وفات مسیح۔ صداقت مسیح موعودؑ۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کارناموں اور مخالفین کے اعتراضات کے جواب میں تقاریر کی گئیں۔ ان جلسوں میں مردوں کے علاوہ خواتین بھی شریک ہوتی تھیں۔ ذکر حبیبؐ پر بھی ایک خاص اجلاس ہوا جس میں مولوی مصباح الدین صاحب نے تقریر کی۔ علاوہ ازیں انصار اللہ کا ایک وفد جو ۴ افراد پر مشتمل تھا۔ ۲۵ ستمبر کو تبلیغ کے لئے گیا ۔ خاکسار محمد بشیر سکرٹری تبلیغ شہر سیالکوٹ ۔

ضلع جالندھر میں جلسے

مجوزہ پروگرام کے مطابق نکودر۔ کنگیاں کلاں۔ بشیخ وال لوہیاں خاص۔ اور نور محل میں تبلیغی جلسے کئے گئے۔ جن میں ماسٹر محمد عمر صاحب۔ مولوی عبد العزیز صاحب اور مولوی نذیر احمد صاحب نے لیکچر دیئے۔ منشی علی بخش صاحب مربی نے خصوصیت سے اپنے وقت کی قربانی کی۔ اور مبلغین کے ساتھ رہے۔ جس کے لئے وہ خاص طور پر شکریہ کے مستحق ہیں۔ خاکسار حافظ عبد اللہ اسپکٹر تبلیغ حلقہ نکودر

سلانوالی میں مناظرہ

سلانوالی میں ۱۶ ستمبر سے تین دن کے لئے تبلیغی جلسہ قرار پایا تھا۔ جس میں شمولیت کے لئے علماء سلسلہ تشریف لائے۔ مولوی محمد سلیم صاحب۔ مولوی غلام مصطفےٰ صاحب۔ مولوی محمد نذیر صاحب ملتانی۔ اور ملک عبد الرحمٰن صاحب خادم بی اے۔ کی تقاریر ہوئیں۔ ۱۸ ستمبر غیر احمدیوں سے مناظرہ ہوا۔ پہلا مضمون وفات مسیح تھا۔ غیر احمدیوں کی طرف سے مولوی محمد حسین کولوتارڑ دی۔ اور ہماری طرف سے مولوی محمد سلیم صاحب مناظر تھے۔ امکان نبوت کے موضوع پر ہماری طرف سے ملک عبد الرحمٰن صاحب خادم۔ اور غیر احمدیوں کی طرف سے مولوی محمد شفیع صاحب خوشابی تھے۔ صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ملک عبد الرحمٰن صاحب خادم اور مولوی محمد حسین صاحب کے درمیان مناظرہ ہوا۔ ہماری آخری تقریر میں غیر احمدیوں نے شور مچا کر اپنی ناکامی پر پردہ ڈالنا چاہا۔ مگر عقلمند اصحاب پر حقیقت واضح ہوگئی۔ خاکسار غلام احمد سکرٹری تبلیغ سلانوالی ۔

دھوری ریاست پٹیالہ میں جلسہ

۲۷ ستمبر یہاں تبلیغی وفد پہونچا۔ مولوی فضل الرحمٰن صاحب۔ اور مولوی محمد حسین صاحب نے تقریریں کیں۔ خاکسار عبد اللہ خان سکرٹری تبلیغ دھوری ۔

جناب چوہدری ظفر اللہ خانصاحب کی طرف سے ضروری اعلان

جناب چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب ممبر تعلیم حکومت ہند اپنے ایک عنایت نامہ میں مطلع فرماتے ہیں۔ کہ آپ چونکہ ۹۔ اکتوبر سے دورہ پر چلے جائیں گے۔ اس لئے اس تاریخ کے بعد شملہ کے پتہ پر جو ڈاک آئے۔ اس کا جواب انہیں دے سکیں گے ۔

جماعت احمدیہ طالب پور بھنگواں کا جلسہ

۹-۱۰۔ اکتوبر ۱۹۳۲ء کو سالانہ جلسہ ہوگا۔ اردگرد کی احمدی جماعتوں کے احباب کو چاہیئے۔ کہ ضرور شرکت فرمائیں۔ کھانے اور رہائش کا انتظام جماعت احمدیہ طالب پور بھنگواں کی طرف سے ہوگا ۔

مولوی عمر دین صاحب کے متعلق اعلان

مولوی عمر دین صاحب شملوی جن کا مستریان مباہلہ سے رشتہ داری کا نہایت قریبی تعلق ہے۔ ایک عرصہ سے اس قسم کی حرکات کے مرتکب ہو رہے تھے جو نہایت افسوسناک اور جماعت احمدیہ کو نقصان پہنچانے والی تھیں۔ اس وجہ سے کئی بار ان کو تنبیہ کی گئی لیکن جب انہوں نے اپنی اصلاح نہ کی تو ایک گزشتہ سالانہ جلسہ کے موقعہ پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے ان سے قطع تعلق کا اعلان فرمایا۔ اس کے بعد مولوی صاحب نے اصلاح کرنے کا یقین دلاتے ہوئے معافی طلب کی۔ اور حضور نے ازراہ شفقت انہیں معاف کر دیا۔ لیکن پھر وہ اپنی مذموم روش سے باز نہ آئے۔ اور انہوں نے فتنہ انگیزی کی کوشش جاری رکھی۔ اس پر حضور نے ۱۹۳۱ء کے سالانہ جلسہ پر جماعت سے ان کی علیحدگی کا اعلان فرما دیا۔ اس اعلان کے بعد مولوی صاحب نے غیر مبایعین میں کھلم کھلا شمولیت اختیار کر لی۔ چنانچہ اب وہ ان کے مبلغ بنے ہوئے ہیں۔ اور انہی عقائد کے خلاف احمدیوں سے بحث کرتے پھرتے ہیں۔ جن کی تائید میں پہلے وہ غیر مبایعین سے مناظرے کیا کرتے تھے۔ گویا جماعت احمدیہ سے ان کی علیحدگی کا اعلان ہوتے ہی ان پر اپنے عقائد کی غلطی اور پیغامی عقائد کی خوبی ثابت ہوگئی ۔ خیر یہ ان کے اپنے اختیار کی بات ہے۔ لیکن چونکہ ان کی فتنہ انگیزیوں کی وجہ سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ ان کو جماعت سے خارج کر چکے ہیں۔ اور وہ کج روی میں روز بروز بڑھ رہے ہیں۔ اس لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ ان سے جماعت احمدیہ کا کوئی آدمی تعلق نہ رکھے ۔

ضلع گجرات کی جماعتیں توجہ کریں

چوہدری حاجی احمد صاحب ایاز سکنہ کھاریاں نے مرکز میں ایک مہینہ احمدیہ کور کی سکھلائی حاصل کی ہے۔ ان کو گجرات کے ضلع میں احمدیہ کور کا افسر ڈکٹر مقرر کیا گیا ہے۔ تمام جماعتیں ان کو اپنے افراد کی فہرستیں بھجوا دیں۔ سکھلائی کے متعلق ان کو ہدایات دے دی گئی ہیں۔ جو متعلقہ جماعتوں کو براہ راست بتلائیں گے۔ ان کی تعمیل کی جائے۔ ہر جماعت ایک ایک فہرست مرکز میں بھی بھجوا دے ۔

مرزا شریف احمد۔ انچارج ورزش جسمانی۔ قادیان۔

احمدیہ ٹریٹوریل کمپنی کی بھرتی

احمدیہ ٹریٹوریل کمپنی کی بھرتی چودہ اور پندرہ تاریخ ۱۵ حال کو ہوگی۔ جو دوست اس بھرتی میں شریک ہونا چاہیں وہ چودہ اکتوبر کو قادیان پہونچ جائیں۔ عمر ۱۸ سال سے ۴۰ سال تک ہو۔ نظر کمزور نہ ہو۔ اور عام صحت اچھی ہو۔ میں امید کرتا ہوں کہ احمدیہ جماعتیں اس امر کی طرف پوری توجہ کریں گی۔ اور مناسب آدمی بھجوائیں گی ۔

پنجاب سے باہر کے اصحاب نہ آئیں ۔

خاکسار مرزا شریف احمد
ناظم تربیت جسمانی۔ قادیان

ہر ایک احمدی سے سوال

کیا آپ کو اپنا وہ فرض یاد ہے۔ جو آٹھ اکتوبر کو سر انجام دینا چاہئے یعنی تبلیغ احمدیت کرنا۔ اگر یاد ہے۔ تو کیا آپ نے اس کے لئے فراغت حاصل کرنے کا انتظام کر لیا ہے۔ اگر اس کا جواب ہاں میں ہے۔ تو آپ کو مبارک ہو لیکن جو یہ جواب نہ دے سکتے ہوں انہیں اب بھی ہر ممکن کوشش کرنی چاہیئے کہ اس مبارک اور مقدس فرض کی ادائگی کی سعادت حاصل کر سکیں ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

نمبر ۴۲ قادیان دارالامان مورخہ ۶ر اکتوبر ۱۹۳۲ء جلد ۲۰

گاندھی جی کی عبرتناک ناکامی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جان بچانے کیلئے گاندھی جی نے اچھوتوں کے آگے سرِ تسلیم خم کر دیا

ہندو لیڈروں کی عقل پر پردہ اور گاندھی جی کو جان بچانے کی فکر

وزیرِ اعظم برطانیہ کے الفاظ میں گاندھی جی کی فاقہ کشی کا مدعا یہ تھا۔ کہ "اچھوت جاتیوں کو جن کی راہ میں کئی روکاوٹیں ہیں لیجسلیچر میں تھوڑے سے نمائندے جو ان کی آواز کو سنا سکیں بھیجنے سے روکا جائے" لیکن جب گاندھی جی نے عملی طور پر فاقہ کشی شروع کر دی۔ تو اچھوت اقوام کی صدیوں کی مظلومیت اور ستم رسیدگی ایک طرف تو ہندو لیڈروں کی عقل پر پردہ بن کر چھا گئی۔ اور دوسری طرف گاندھی جی کو اپنی جان بچانے کی فکر نے بے تاب کر کے اچھوت لیڈروں کے مطالبات کے آگے سرِ تسلیم خم کرنے پر مجبور کر دیا۔ اور انہوں نے ناچار سمجھوتہ کے متعلق ایسا رویہ اختیار کر لیا۔ جس کا اچھوت لیڈروں کو وہم و گمان بھی نہ تھا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ پونا میں جو سمجھوتہ طے پایا اس میں نہ صرف گاندھی جی کے مدعا کو نظر انداز کر دیا گیا۔ بلکہ اچھوتوں کے لئے وزیرِ اعظم کے فرقہ وار فیصلہ کی نسبت ایک حد تک زیادہ بہتر بنا دیا گیا۔ گو پوری حق رسی اس میں بھی نہیں کی گئی ؛

وزیرِ اعظم کا فیصلہ۔ اور پونا کا سمجھوتہ

وزیرِ اعظم نے اپنے فیصلہ میں اچھوتوں کے لئے اکثر یقینی نشستوں کا انتظام کیا تھا۔ لیکن پونا والے سمجھوتہ میں ان کے لئے ایک سو اڑتالیس نشستوں کی تعیین کی گئی ہے۔ فرقہ وار فیصلہ کے بموجب پنجاب اور بنگال میں اچھوتوں کے لئے نشستوں کی تخصیص نہیں کی گئی تھی۔ لیکن پونا والے سمجھوتہ کے رُو سے دونوں صوبوں میں اچھوتوں کے لئے نشستیں مخصوص کر دی گئی ہیں۔ فرقہ وار فیصلے کے رُو سے اچھوتوں کے لئے اکثر نشستوں کا جداگانہ انتظام بیس سال کے بعد خود بخود ختم ہو جاتا۔ لیکن پونا والے سمجھوتہ میں ایک سو اڑتالیس نشستوں کے لئے پرائمری انتخاب کا سلسلہ دس سال تک قائم رہے گا۔ اور نشستوں کا تحفظ اس وقت تک ختم نہ ہوگا جب تک اچھوت خود ایسا کرنے کے لئے تیار نہ ہونگے۔ اچھوت کبھی تیار ہونگے۔ یا نہیں۔ اس کے متعلق ابھی سے ہندو کہہ رہے ہیں "ہمارے گذشتہ تجربہ نے اس بات کو ثابت کر دیا ہے۔ کہ کوئی جماعت مخصوص نشستوں کو ہاتھ سے نہیں چھوڑتی۔ اور اچھوتوں کے معاملہ میں بھی بعینہٖ یہی ہوگا"

اچھوتوں کی کامیابی

ان حالات میں کہا جا سکتا ہے کہ ایک رنگ میں اچھوتوں کو حیرت انگیز حد تک کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ کوئی حکومت اچھوتوں کے لئے صوبجاتی کونسلوں میں ۱۴۸ نشستیں مخصوص کرنے کی ہرگز جرات نہ کرتی۔ اس لئے نہیں۔ کہ اچھوتوں کو اپنی آبادی کے لحاظ سے اس کا استحقاق نہ تھا۔ استحقاق کے رُو سے تو انہیں اس سے بھی زیادہ نشستیں ملنی چاہئیں بلکہ اس لئے کہ ہندوؤں کی رضا جوئی پر اچھوتوں کے حق کو قربان کر دیا جاتا۔ پنجاب کے متعلق تو گورنر پنجاب نے اپنی ایک تقریر میں صاف طور پر بتا بھی دیا کہ "ہندوؤں کی خاطر اچھوتوں کو علیحدہ نیابتی حق نہیں دیا گیا۔ بلکہ پنجاب میں اچھوتوں کا مسئلہ اونچ ذات کے ہندوؤں کی خواہش کے مطابق حل کیا گیا ہے" اگر حکومت اچھوتوں کی نشستوں کے متعلق وُہی فیصلہ کرتی۔ جو پونا کے سمجھوتہ میں خود ہندوؤں نے کیا ہے۔ تو ہندوستان کے طول و عرض میں ہندو بے حد مشتعل ہو جاتے۔ اور اس کے خلاف شورش برپا کر دیتے ؛

گاندھی جی کی خود بیان کردہ وجہ

گاندھی جی نے اپنی فاقہ کشی کی وجہ خود یہ بیان کی تھی۔ کہ ہر صوبہ میں اچھوتوں کی مخصوص نشستوں کے لئے جداگانہ طریقِ انتخاب ہندو جاتی کو پراگندہ اور منتشر کر دے گا۔ اور وہ یا تو وزیرِ اعظم کے اس فیصلہ کو قائم نہ رہنے دیں گے۔ یا جان دیدیں گے۔ لیکن معاہدہ پونا میں جسے وزیرِ اعظم کے فیصلہ کا بدل قرار دیا گیا ہے۔ اور جسے گاندھی جی نے بخوشی منظور کر لیا ہے ۔ عملاً اچھوتوں کے لئے جداگانہ طریقِ انتخاب ہی ہے۔ اور اس میں پہلے سے زیادہ نشستیں غیر معین وقت تک مخصوص کر دی گئی ہیں۔ وزیرِ اعظم کے اعلان نے تو انہیں صرف بیس سال کے لئے جداگانہ انتخاب کا حق دیا تھا۔ لیکن اس معاہدہ نے انہیں ہمیشہ کے لئے الگ کر دیا ہے ؛

کیا گاندھی جی کو کامیابی ہوئی

ان حالات میں قطعاً یہ نہیں کہا جا سکتا تھا کہ گاندھی جی نے جس مقصد کے لئے فاقہ کشی شروع کی تھی۔ اس میں انہیں کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ اب جب کہ گاندھی جی کو جان دینے سے بچا لیا گیا ہے۔ خود ہندوؤں میں اپنے نقصان کا احساس پیدا ہو رہا ہے۔ اور وُہ پریشانی میں مبتلا نظر آتے ہیں۔ چنانچہ ایک طرف تو وُہ یہ کہہ رہے ہیں۔ کہ اچھوت لیڈروں نے اس موقعہ سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنی نشستوں میں اضافہ کرا لیا ہے۔ اور اس طرح معاہدہ پونا ہندوؤں کے لئے حکومت کے فیصلہ سے بھی بُرا ہو گیا ہے۔ اور دوسری طرف ڈاکٹر امبید کر سے یہ اپیل کی جا رہی ہے۔ کہ اچھوت کم از کم پنجاب میں اپنی نشستوں میں کمی کر دیں ؛

ہندوؤں کی پریشانی

غرض گاندھی جی نے سیاسیات میں فاقہ کشی کے نامعقول حربہ سے کام لے کر اور پھر اپنی جان بچانے کی خواہش سے مجبور ہو کر اچھوت لیڈروں کے آگے سرِ تسلیم خم کرتے ہوئے ہندوؤں کے لئے ایسے حالات پیدا کر دیئے ہیں۔ جن کی وجہ سے وُہ بے حد مضطرب اور پریشان ہو رہے ہیں۔ اور جوں جوں معاہدہ پونا کو عملی شکل میں لانے کا وقت قریب آتا جائے گا۔ ان کی پریشانی میں اضافہ ہی ہوتا رہے گا ؛

خطرناک شکست

اس میں شک نہیں۔ کہ معاہدہ پونا کی منظوری پر گاندھی جی کے برت توڑ دینے کو ہندو اخبارات نے ان کی فتح اور کامیابی قرار دیا۔ اور اس پر خوشی کے شادیانے بھی بجائے۔ لیکن حقیقت یہ ہے۔ اور خود ہندوؤں کو اب احساس ہو رہا ہے۔ کہ گاندھی جی کو اس موقعہ پر نہایت ہی خطرناک شکست نصیب ہوئی ہے۔ اور خود پیدا کردہ حالات کی وجہ سے ہوئی ہے۔ گاندھی جی نے اپنے بیان میں اس پر پردہ ڈالنے کی کوشش کی ہے۔ لیکن اس میں انہیں قطعاً کامیابی نہیں ہوئی۔ اور ہو بھی کس طرح سکتی ہے۔ جبکہ معاہدہ پونا پکار پکار کر کہہ رہا ہے۔ کہ اس کے مرتب کرنے میں تمام ہندو لیڈروں اور خود گاندھی جی نے اس بات کی انتہائی کوشش کی۔ کہ جس طرح بھی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ممکن ہو۔ اچھوتوں کو راضی کیا جائے۔ اور ان کی خوشنودی مزاج حاصل کی جائے۔ خواہ اس کے لئے وزیر اعظم کے فیصلہ کی نسبت کچھ زیادہ ہی ہاتھ سے دینا پڑے۔

گاندھی جی کی اپنی پرزہ دری پر پردہ ڈالنے کی کوشش

گاندھی جی نے اس جدوجہد کا ذکر اپنے مخصوص مغالطہ انداز میں اس طرح کیا ہے:۔

"میں ڈاکٹر امبیدکر اور مسٹر سری نواسن۔ اور ان کی پارٹی کا ایک طرف اور دوسری طرف مسٹر راجہ کا تہ دل سے شکر گزار ہوں۔ اگر یہ لوگ چاہتے۔ تو نام نہاد اعلیٰ جاتی کے ہندوؤں کے پشت ہا پشت کے مظالم کا انتقام لینے کے لئے غیر مصالحانہ اور متمردانہ رویہ اختیار کر لیتے۔ اگر وہ ایسا کرتے۔ تو میں یقیناً ان کے طرز عمل سے متاسف نہ ہوتا۔ اور میری موت کی حیثیت اس سے زیادہ نہ ہوتی۔ کہ وہ ہندوؤں کے سالہا سال کے اندوہناک مظالم کی ایک حقیر سی قیمت ہوتی۔ لیکن ایسا نہیں ہوا۔ ان لوگوں نے شریفانہ اور باوقار رویہ اختیار کیا۔ اور اس طرح انہوں نے تمام مذاہب کی مسلمہ نیکی پر عمل کرتے ہوئے عفو اور درگزر کا ثبوت پیش کیا"۔

اس کے ساتھ ہی اگر گاندھی جی یہ بتا دیتے۔ کہ اس دوران میں انہوں نے خود کیا رویہ اختیار کیا۔ تو نہ صرف ان کا بیان مکمل ہو جاتا۔ بلکہ یہ بھی معلوم ہو جاتا۔ کہ کسے میدان کے بیچ میں سے اپنی جگہ کو چھوڑنا پڑا۔ اور کون پسپا ہو کر اونچے موڑ پر گرا۔ اس کمی کو ڈاکٹر امبیدکر نے پورا کر دیا۔ اور پورا بھی اس وقت کیا۔ جب معاہدہ پونا کی تصدیق کے لئے بمبئی میں ہندو لیڈروں کی کانفرنس منعقد ہو رہی تھی۔

گاندھی جی اور ڈاکٹر امبیدکر

ڈاکٹر امبیدکر کے لئے گاندھی جی کوئی نئے نہ تھے۔ گول میز کانفرنس کے مباحث میں اچھوتوں کے خلاف نہ صرف گاندھی جی کا افسوسناک رویہ ملاحظہ کر چکے تھے۔ بلکہ ان کے ساتھ اچھوتوں کے حقوق کی حفاظت کے لئے تقریری جنگ بھی کر چکے تھے۔ اور ان کے مخالفانہ طرز عمل سے مجبور ہو کر ایسے الفاظ استعمال کر چکے تھے۔ جو گاندھی جی کی حقیقت کے اظہار کے لئے ناگزیر تھے۔ لیکن ان کی فاقہ کشی کے دوران میں ہندو لیڈروں سے کسی امر میں اختلاف کے وقت اور ایسے اختلاف کے وقت جس میں ہندو لیڈر گاندھی جی کے سابقہ رویہ کے لحاظ سے سرمو ہوتے۔ جب گاندھی جی کو ثالث بنایا جاتا۔ تو وہ خلاف توقع اپنی پارٹی کی بجائے اچھوت لیڈروں کے حق میں فیصلہ دیتے۔ اس غیر متوقع اور حیرت انگیز امر کا ذکر کرتے ہوئے ڈاکٹر امبیدکر نے کہا:۔

ڈاکٹر امبیدکر کی حیرت

"جب میں گاندھی جی سے ملا۔ تو مجھے یہ دیکھ کر بڑی حیرانی ہوئی کہ میرا اور ان کا نقطہ نگاہ بہت حد تک مشترک ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جب کبھی کوئی متنازعہ امر ان کے سامنے لے جایا جاتا تھا۔ اور ڈاکٹر سپرو آپ کو بتا چکے ہیں کہ گاندھی جی کے پاس جو امور متنازعہ لے جائے جاتے تھے۔ وہ نہایت اہم ہوتے تھے۔ تو مجھے یہ دیکھ کر حیرت ہوتی تھی۔ کہ وہ شخص جو گول میز کانفرنس میں میرے خیالات کے برعکس خیالات رکھتا تھا۔ فریق مخالف کی امداد کرنے کی بجائے فوراً میرے زاویہ نگاہ کی تائید کرتا تھا"۔ (ملاپ ۲۹ ستمبر)

اس بیان سے جس کا ایک ایک لفظ نہایت ہی غور اور توجہ کے قابل ہے۔ ظاہر ہے۔ کہ جہاں ہندو لیڈروں نے اس بات کی کوشش کی کہ جو کچھ اچھوت لیڈر کہیں۔ اسے حتی الامکان منظور کر لیں۔ وہاں اگر کوئی کسر رہ گئی۔ تو اسے فوراً گاندھی جی نے پورا کر دیا۔ اور اس حیرت انگیز طریق سے پورا کیا۔ کہ ڈاکٹر امبیدکر بھی حیران رہ گئے۔ اور ان کے لئے یہ سمجھنا مشکل ہو گیا۔ کہ یروداجیل میں آم کے درخت کے نیچے لیٹے ہوئے ان کے زاویہ نگاہ کی فوراً تائید کرنے والے گاندھی جی وہی ہیں یا کوئی اور۔ جو گول میز کانفرنس میں ان کے انہی خیالات کے برعکس خیالات رکھتے تھے۔ اور بڑی شدومد سے مخالفت کرتے رہے تھے۔

گاندھی جی میں انقلاب

گاندھی جی میں یہ انقلاب کس چیز نے پیدا کیا۔ کیا اچھوتوں کی ہمدردی اور خیر خواہی نے؟ اس کا افسوسناک مظاہرہ تو وہ قبل ازیں کئی بار کر چکے تھے۔ اور بالآخر گول میز کانفرنس میں انہوں نے ڈاکٹر امبیدکر کے خیالات کی مخالفت کر کے بتا دیا تھا۔ کہ گاندھی جی کے دل کے کسی گوشہ میں اچھوتوں کی ہمدردی کا ایک ذرہ بھی موجود نہیں ہے۔ پھر کیا یہ انقلاب ہندوؤں سے اچھوتوں کی علیحدگی کے باعث ہندوؤں کے قومی انتشار اور تباہی نے پیدا کیا۔ اگر یہ وجہ ہوتی۔ تو اس کا احساس گاندھی جی کو پہلے ہزار ہا مواقع پر۔ اور آخر کار گول میز کانفرنس میں کیوں نہ ہوا۔ جبکہ اچھوتوں کی طرف سے اپنے حقوق اور مطالبات پر اصرار کیا جا رہا تھا۔

انقلاب کس چیز نے پیدا کیا

دراصل یہ انقلاب فاقہ کشی کے نہایت ہی غیر معقول اور غیر دانشمندانہ فعل نے ان میں پیدا کیا۔ جب انہیں نہایت بھیانک شکل میں موت اپنی آنکھوں کے سامنے ناچتی ہوئی نظر آئی۔ اور انہیں اپنے بچنے کی کوئی راہ دکھائی نہ دی۔ تو وہ اپنے سابقہ خیالات کو ترک کرنے پر مجبور ہو گئے۔ اور ہر بات میں انہوں نے ڈاکٹر امبیدکر کے زاویہ نگاہ کی تائید کرنی ضروری سمجھی۔ اس طرح انہوں نے سب کچھ برداشت کرتے ہوئے اپنی جان بچالی۔ اگر گاندھی جی گول میز کانفرنس میں یہی راہ اختیار کرتے۔ جو انہوں نے بستر مرگ پر پڑے پڑے اختیار کی۔ تو انہیں ان حالات میں سے گزرنے کی ضرورت ہی پیش نہ آتی۔ چنانچہ ڈاکٹر امبیدکر نے یہ کہہ بھی دیا کہ:۔

"مجھے صرف اس بات کا رنج ہے۔ کہ گاندھی جی نے گول میز کانفرنس میں یہ رویہ کیوں اختیار نہ کیا۔ اگر انہوں نے اس وقت میرے نقطہ نگاہ کی اتنی ہی قدر کی ہوتی۔ تو آج انہیں اس قدر مشکلات سے نہ گزرنا پڑتا"۔ (ملاپ ۲۹ ستمبر)

انتہا درجہ کی شکست

ان الفاظ سے ظاہر ہے۔ کہ گاندھی جی کو اپنا برت توڑ کر جان بچانے کا موقعہ اس لئے میسر نہیں آیا۔ کہ انہوں نے جس مقصد اور مدعا کے حصول کے لئے فاقہ کشی اختیار کی تھی۔ وہ انہیں حاصل ہو گیا۔ بلکہ اس لئے کہ انہوں نے اچھوتوں کے حقوق کے متعلق جو رویہ گول میز کانفرنس میں اختیار کیا تھا۔ اس سے دست بردار ہو کر اچھوت لیڈروں کے مطالبات کے آگے سر تسلیم خم کر دیا۔ اس لحاظ سے گاندھی جی کے برت توڑنے کو ان کی فتح قرار دینا اور ان کی کامیابی کے راگ گانا سراسر بے ہودگی نہیں۔ تو اور کیا ہے۔ دراصل یہ گاندھی جی کی انتہا درجہ کی شکست اور ناکامی ہے۔ جسے محض انہوں نے اپنی جان بچانے کے لئے بخوشی گوارا کر لیا۔ اور اس طرح ثابت کر دیا۔ کہ فاقہ کشی کا جو ڈھونگ انہوں نے رچایا تھا اس میں انہیں عبرتناک ناکامی اور نامرادی کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوا۔

ہیڈ ماسٹر صاحب گوجرہ کے خلاف شرارت

گوجرہ ہائی سکول کے ہیڈ ماسٹر صاحب ایک قابل اور دیندار احمدی نوجوان ہیں۔ وہاں کے چند فتنہ پرداز احراریوں نے جو ایک عرصہ سے مقامی احمدیوں کو طرح طرح سے تنگ کر رہے ہیں۔ اور تکالیف پہونچا رہے ہیں۔ ہیڈ ماسٹر صاحب موصوف کے خلاف بھی شرارت شروع کر رکھی تھی۔ اور بالکل بے بنیاد الزامات لگا کر ایک طرف تو افسران بالا کو دھوکہ دینے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اور دوسری طرف احمدیت کے مخالف اخبارات میں شور مچا رہے ہیں۔ گوجرہ کی شریف پبلک ان لوگوں کی حرکات سے سخت متنفر ہے۔ اور بذریعہ میموریل ان کے جھوٹے الزامات کی تردید کر چکی ہے۔ ہم محکمہ تعلیم اور دیگر اعلیٰ افسروں کے متعلق توقع رکھتے ہیں۔ کہ وہ گوجرہ کے احراریوں اور فتنہ پردازوں کی شرارتوں کی طرف فوراً متوجہ ہونگے اور انہیں فتنہ انگیزی کا مزید موقعہ نہ دینگے۔

کارکنان فرانٹیر ایڈووکیٹ کی شرافت

فرانٹیر ایڈووکیٹ نام کا پشاور سے ایک انگریزی اخبار شائع ہوتا ہے اس نے حال میں کسی مسلمان اخبار کا ایک مضمون پشتو میں ترجمہ کر کے ایسا شائع کیا جس سے مسلمانوں کو شکایت پیدا ہوئی۔ اس پر ایڈیٹر فرانٹیر ایڈووکیٹ نے فوراً اپنی غلطی کا اقرار کرتے ہوئے مسلمانوں سے غیر مشروط معافی کا اعلان کر دیا۔ اور اس غرض سے پے بہ پے تین ضمیمے شائع کئے۔ جن میں صاف اور واضح الفاظ میں بغیر کسی قسم کے عذر کے درخواست معافی کی گئی ہے۔ اس سے کارکنان اخبار مذکور کی نیک نیتی اور شرافت ظاہر ہے۔ اور وہ اس قابل ہے۔ کہ سرحد کے غیور مسلمان اسے قبول کریں۔ [illegible] ہے۔ اسی طرح عفو خواہ اور اپنے فعل پر پشیمانی کا اظہار کرنے والے سے درگزر کرنے کی بھی تلقین کرتا ہے۔ غلطی کا ارتکاب انسانیت کا خاصہ ہے۔ لیکن غلطی کا اعتراف شرافت کا ثبوت ہے۔ ہمارے نزدیک کارکنان فرانٹیر ایڈووکیٹ [illegible] کی طرف سے حسن سلوک کے مستحق ہیں۔

اسلام پر اعتراضات کے جواب

ویدک دھرم کا جج ایشور اور اسلام کا مالک الکل خدا

آریہ سماج کی مُشرکانہ فضاء کے مسموم اثرات کا ازالہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

الفضل کا ایک مضمون

کچھ عرصہ ہوا۔ الفضل میں ایک مضمون "اسلام اور عدل و انصاف" کے عنوان سے شائع کیا گیا تھا۔ جسمیں بتایا گیا تھا۔ کہ عدل و انصاف کے معاملہ میں اسلام رشتہ داری تعلقات کی استواری یا اور کسی قسم کی وابستگی کی بناء پر رعایت اور جنبہ داری کی اجازت نہیں دیتا۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مبارک زندگی کی متعدد مثالیں پیش کرکے دکھایا گیا تھا۔ کہ عدل و انصاف کے وقت آپ کے لئے کسی بڑے سے بڑے آدمی کی ذاتی وجاہت خاندانی عظمت اور اثر و رسوخ یا اپنے ساتھ اس کے تعلقات مقتضائے عدل و انصاف کے پورا کرنے میں مانع نہیں ہو سکتے تھے۔ چنانچہ قریش کے ایک معزز گھرانے کی ایک عورت نے کسی چیز کے متعلق جوری کی تھی۔ بعض لوگوں نے جب حضرت اسامہ بن زید کو آپ کے پاس یہ سفارش کرنے کے لئے بھیجا۔ کہ اس عورت کو مقررہ سزا نہ دی جائے۔ تو یہ بات سن کر غصہ سے حضور کا چہرہ سرخ ہو گیا؛

"آریہ گزٹ" کا نامعقول اعتراض

اس پر "آریہ گزٹ" (۲۵ جون) نے خامہ فرسائی کرتے ہوئے اپنی معقولیت اور سخن فہمی کا بایں الفاظ ثبوت دیا۔ کہ "مسلمانوں کو اپنے خدا پر فخر ہے۔ کیونکہ توبہ کرنے سے وہ گناہ معاف کر دیتا ہے۔ معاف کرنا اس کا گن ہے۔ ان کے نکتہ نگاہ سے وہ منصف مزاج ضرور ہے۔ لیکن ساتھ ہی وہ معافی کے پٹے بھی عطا کرتا ہے۔ حضرت محمدؐ اسی کے رسول تھے۔ لیکن خود کسی کے گناہ معاف نہ کرتے ہوئے سزا دیتے تھے۔ . . . . ذرا اسلامی خدا اور محمدؐ صاحب دونوں کی پوزیشن غور سے ملاحظہ فرمایئے۔ ایک تو توبہ کرنے پر معافی کا اعلان کر دیتا ہے۔ دوسرا معافی کی سفارش پر غصے سے بھر جاتا ہے۔ کیا دونوں ایک دوسرے کے خلاف تو نہیں جا رہے"

جواب

یہ اعتراض اگرچہ معترض کی کوتاہ فہمی۔ کورذوقی۔ اور نامعقولیت کا پورا پورا مظہر ہے۔ تاہم "الفضل" ۲۱ جولائی ۱۹۳۲ء میں ایک مفصل مضمون "خدا تعالےٰ کا اپنے بندوں کو معاف کرنا اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا بحیثیت قاضی مجرموں کو سزا دینا" کے عنوان سے لکھا گیا۔ جس میں پوری وضاحت کے ساتھ بتایا گیا۔ کہ ان دونوں باتوں میں بعد المشرقین ہے؛

اگر کسی حاکم کے سامنے کوئی ایسا شخص پیش کیا جائے۔ جس نے سوسائٹی کے امن و امان اور اس کے نظم و نسق کو برباد کرنے والا کوئی جرم کیا ہو۔ اور وہ حاکم بحیثیت منصف وحاکم ملزم کو مناسب سزا دے۔ تا آئندہ کے لئے نقض امن کا احتمال کم ہو جائے۔ تو اس کا یہ فعل اسے "معاف کر دینے" کی صفت سے عاری ظاہر نہیں کر سکتا۔ کیونکہ معافی دینے کا وہ موقعہ نہیں ہوتا جب کوئی انسان کرسی عدالت پر بحیثیت قاضی و منصف متمکن ہو اور سوسائٹی کے مجرم جرائم کی سزا پانے کے لئے پیش کئے جائیں بلکہ معافی کا وقت وہ ہوتا ہے۔ جب اس شخص کی ذات کے متعلق کوئی شخص جرم کرے۔ جس کا ضرر اور نقصان اس کی ذات تک ہی محدود ہو۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا عفو

اس قسم کی معافیوں کی بے شمار امثلہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زندگی میں موجود ہیں۔ بلکہ حق تو یہ ہے۔ کہ جیسی عظیم الشان مثالیں آپ کی زندگی میں پائی جاتی ہیں۔ ساری دنیا ان کی نظیر لانے سے عاجز ہے۔ مکہ کے ظالم اور سفاک لوگوں نے بلاوجہ آپ کو جس قدر اذیتیں دیں۔ ان سے کون آگاہ نہیں۔ لیکن جب وہی دشمن اور مخالف فتح مکہ کے وقت آپ کے سامنے پیش کئے گئے۔ اور جب حضور علیہ السلام کی جنبش لب ان تمام کی زندگیوں کا خاتمہ کر سکتی تھی۔ تو آپ نے لا تثریب علیکم الیوم فاذھبوا انتم الطلقاء کہہ کر فراخدلی۔ عالی حوصلگی۔ بلند خیالی اور دشمنوں کے ساتھ حسن سلوک کی ایسی اعلیٰ وارفع مثال پیش کی۔ جس کی نظیر ابتدائے آفرینش سے لیکر اس وقت تک نہیں مل سکتی۔ غرض ذاتی معاملات میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے معافی اور درگزر کا وہ نمونہ پیش کیا ہے۔ جو بے نظیر ہے۔ لیکن عدل اور انصاف کے موقعہ پر آپ نے جو عدل کی مثال قائم کی۔ وہ اور کوئی نہ قائم کر سکا؛

جج اور اللہ تعالےٰ میں فرق

آریہ مہاشہ کو سب سے بڑی ٹھوکر یہ لگی ہے۔ کہ وہ جج اور خدا تعالےٰ میں فرق نہیں سمجھتے۔ اللہ تعالےٰ تمام کائنات اور اس کی ہر ادنےٰ واعلےٰ شے کا خالق و مالک ہے۔ اس کے اور اس کے بندہ کے تعلقات مالک و مملوک کے ہیں۔ اور مالک کو حق ہوتا ہے کہ مملوک سے جس طرح چاہے سلوک کرے۔ مگر وہ انسان جو عدل و انصاف کی ذمہ داری لیتا ہے اس کا حق نہیں۔ کہ کسی مجرم کو مظلوم کی دادرسی کئے بغیر معاف کر دے۔ خدا اگر کسی بندے کی مخلصانہ اور سچی توبہ قبول کرتا ہے۔ تو اس سے یہ کیسے لازم آگیا۔ کہ ایک حاکم اور عادل و منصف کا بھی یہ فرض ہے۔ کہ جب ان مجرموں کو جو سوسائٹی کا جرم کرنے کے بعد اس کے سامنے سزا دہی کے لئے پیش کئے جائیں معاف کر دے۔ پھر خدا تعالےٰ کی یہ بھی سنت ہے۔ کہ وہ اپنے گناہ تو بخش دیتا ہے لیکن حقوق العباد کی عقوبت سے اس وقت تک مستثنےٰ نہیں کرتا۔ جب تک کہ وہ انسان جس کا حق مجرم کے ذمہ ہوتا ہے۔ معاف نہ کر دے؛

"آریہ گزٹ" کا بے ہنگم مضمون

اس کے جواب میں "آریہ گزٹ" ۱۸ اگست نے پھر ایک بے ہنگم سا مضمون شائع کیا ہے۔ جس کا عنوان [illegible] کے راستہ پر "تجویز کیا گیا ہے۔ اس کے لکھنے والے پنڈت واچسپتی اگرچہ کہلانے والے تو ایم۔ اے ہیں۔ لیکن مضمون کا ایک ایک لفظ ان کی علمیت کی پردہ دری کر رہا ہے۔ اور معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ محض اس خیال سے لکھا گیا ہے۔ کہ اسلام پر کوئی نہ کوئی اعتراض کرنا ضروری ہے۔ وگرنہ یہ امر یقینی ہے۔ کہ نہ تو پنڈت جی نے اس بات کو سمجھا۔ جسے ہم نے اس قدر وضاحت سے بیان کیا تھا۔ اور نہ ہی وہ اسے سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں؛

پنڈت جی کا پیش کردہ نظریہ

پنڈت جی لکھتے ہیں "آریہ گزٹ کے جواب میں ایک مضمون لکھتا ہوا الفضل لکھتا ہے۔ کہ ہر عقلمند تسلیم کریگا۔ کہ ہر قاضی اور جج کا فرض اولین یہ ہے۔ کہ وہ بغیر کسی رو رعایت کے عدل و انصاف کرے۔ قاضی یا جج کون ہوتا ہے۔ اس کا جواب ہر عقلمند یہی دیگا۔ کہ جو انصاف کرے۔ اسی طرح خدا بھی جب انصاف کرتا ہے۔ تو اس وقت وہ ایک جج کا کام کر رہا ہوتا ہے۔ اگر وہ گناہوں کو معاف کر دیوے۔ تو اس کے انصاف میں فرق آنا لازم ہے"

ویدک دھرم کی ناقص توحید

یوں تو توحید پرستی کے بلند بانگ دعاوی آریہ سماج کی طرف سے کئے جاتے ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے۔ کہ توحید الٰہی کے

۱؎ نقل مطابق اصل

Digitized by Khilafat Library Rabwah

متعلق ویدک تعلیم ایسی ادنٰے اور ناقص ہے۔ کہ اس پر اپنے عقائد کی بنیاد رکھنے اور آریہ سماجی فضا میں پرورش پانے والا انسان صحیح توحید کا تصور کر ہی نہیں سکتا۔ یہی وجہ ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کی ہستی کے متعلق قیاس کرتے ہوئے پنڈت جی کا دماغ انسانیت سے اوپر جا نہیں سکتا۔ اور وہ اسے بھی دنیا کے ججوں سے برتر و بالا سمجھنے کے لئے تیار نہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ ان کے قلم سے یہ الفاظ نکلے ہیں۔ کہ "خدا بھی جب انصاف کرتا ہے۔ تو اس وقت وہ ایک جج کا کام کر رہا ہوتا ہے۔ اگر وہ معاف کر دے۔ تو اس کے انصاف میں فرق آتا ہے" ؁

جج اور خدا تعالےٰ میں فرق

لیکن یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ ایک انسان جج یا قاضی اور خدا تعالےٰ میں ایسا بین فرق ہے۔ کہ اسے ایک ایم۔ آئے کے سامنے بیان کرتے ہوئے بھی انسان کو انتہائی تنزل اختیار کرنا پڑتا ہے۔ دنیا میں ججوں یا قاضیوں کا وجود اس بات پر دلالت کرتا ہے۔ کہ ان کے اوپر کوئی سپریم طاقت ہے۔ جس کی طرف سے انہیں یہ اختیارات تفویض کئے گئے ہیں۔ کہ وہ انسانی سوسائٹی کے مجرموں کو سزا دے کر قیام امن و امان کا انتظام کریں۔ اور بالائی طاقت یا حکومت اس امر کی ضامن ہوتی ہے۔ کہ اس کے مقرر کردہ قوانین اور حدود کے اندر جج جو سزا ایسے لوگوں کے لئے تجویز کریں گے۔ وہ اس کے نفاذ کی ذمہ وار ہوگی۔ نیز وہ اس امر کی بھی نگرانی کرتی ہے۔ کہ جج اپنے [illegible] اپنے اختیارات سے تجاوز نہ کریں۔ اور انصاف پروری میں کسی قسم کی رو رعایت نہ کریں ؁

کیا خدا سے بھی بالا کوئی طاقت ہے؟

اب جج صاحبان کی اس پوزیشن کو ذہن میں رکھ کر غور کریں۔ کہ کیا پنڈت دھرم بھکشو جی کا یہ کہنا۔ کہ "خدا بھی جب انصاف کرتا ہے۔ تو اس وقت وہ ایک جج کا کام کر رہا ہوتا ہے۔" اس امر کو ظاہر نہیں کرتا۔ کہ ان کے نزدیک خدا کے اوپر بھی کوئی طاقت ہے۔ اگر انصاف کرتے وقت خدا تعالےٰ کی پوزیشن بھی ایک جج ہی کی تسلیم کر لی جائے۔ تو لازماً ماننا پڑے گا۔ کہ اس کی کوئی نگران سپریم پاور بھی ہوگی جسکی طرف سے اسے یہ خدمت یا منصب سپرد کیا گیا ہے۔ اور جو اس کی تجویز کردہ سزاؤں کے نفاذ کی ذمہ وار اور اس بات کی نگران ہے کہ وہ اپنے حدود سے تجاوز یا اختیارات کا ناجائز استعمال نہ کرے۔ اور جس کے سامنے وہ جوابدہ ہوگا۔ ایک آریہ سماجی چونکہ خدا تعالےٰ کو مخلوق کا خالق نہ ماننے کی وجہ سے اسے مالک بھی نہیں مان سکتا۔ اس لئے وہ جو چاہے کہہ سکتا ہے۔ لیکن حقیقی توحید کا قائل ایسی خرافات سن بھی نہیں سکتا ؁

اسلام کا پیشکردہ مالک الکل خدا

اسلام اللہ تعالےٰ کو عام جج یا قاضی کی حیثیت سے پیش نہیں کرتا۔ بلکہ ایک خود مختار مالک الکل۔ قادر مطلق اور اس قدر عظیم الشان اور لا انتہا طاقتوں اور قوتوں کا سرچشمہ تسلیم کرتا ہے۔ کہ انسان کا محدود دماغ اور اسکی محدود عقل و علم اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ دنیا کی ہر چیز خدا کی مخلوق اور پیدا کردہ ہے۔ اور وہ بلا شرکت غیرے ان سب کا خالق و مالک ہے۔ اس نے انسان کو اپنی محدود طاقتوں اور استعدادوں کے باوجود اپنا قرب عطا کرنے کی غرض سے بعض قوانین مقرر کر کے اسے ان پر چلنے کا حکم دیا۔ لیکن اگر کوئی شخص ایک عرصہ تک جہالت کے گڑھے میں پڑے رہنے کی وجہ سے اپنے اس فرض کی طرف متوجہ نہ ہو۔ پھر اسے اپنی غفلت شعاری کا احساس ہو۔ اور وہ خدا کے حضور میں گڑگڑاتا ہوا معافی کا خواستگار ہو۔ تو خدا کی عظمت و قوت اور مالکیت نیز اپنے بندوں پر لا انتہا اور غیر محدود شفقت اور رحم کا تقاضا بالیقین یہی ہونا چاہیئے۔ کہ اس کی توبہ قبول کر کے اپنی رحمت کے دروازے اس پر کھول دے۔ اگر وہ ایسا نہ کرے۔ تو یہ گویا اس کے عجز پر دال ہوگا۔ اور بالفاظ دیگر یہ سمجھا جائیگا۔ کہ انسان یا مخلوق اس کے سامنے خواہ کسقدر روئے یا گڑگڑائے یا توبہ کرے۔ وہ اتنا اختیار بھی نہیں رکھتا۔ کہ کسی کو گناہ کی سزا دیئے بغیر چھوڑ سکے ؁

خدا اور دنیوی فرماں روا

گویا اس کی پوزیشن عام انسانی فرماں رواؤں سے بھی گئی گزری اور ادنیٰ ہوگی۔ کیونکہ وہ بھی اگر چاہیں۔ تو ایسے مجرموں کو جو پھانسی کی سزا کے مستحق قرار پا چکے ہوں۔ معاف کر سکتے ہیں۔ بلکہ ہندوستان میں تو چھوٹے سے صوبہ کا معمولی گورنر بھی اگر چاہے تو جاں بخشی کر سکتا ہے۔ حالانکہ اسے بلکہ اس کے آقا یعنی شاہ وقت کو بھی اپنی رعایا پر وہ مالکانہ حقوق حاصل نہیں ہوتے۔ جو خدا تعالےٰ کو اپنی مخلوق پر حاصل ہیں۔ لیکن خدا تعالےٰ جسکی ہستی کے متعلق ویدک نظریہ کی فضیلت اور دیگر مذاہب کے نقطہ ہائے نگاہ سے اس کی برتری پر آریہ سماجی دنیا کو ناز ہے۔ اس کی حیثیت یہ ہے۔ کہ اس کا بندہ اس کے سامنے جس طرح چاہے اپنی غلطیوں اور خطاؤں پر پشیمانی کا اظہار کر کے آئندہ کے لئے اس کے بتائے ہوئے طریق پر چلنے کا پختہ عہد کرے وہ اسے سزا دیئے بغیر چھوڑ نہیں سکتا۔ کیونکہ اس صورت میں انصاف کے منشار کو باطل کرنے والا ہوگا

پنڈت جی کی سخن فہمی

الفضل کے مذکورہ بالا مضمون میں یہ امر پوری طرح ثابت کیا گیا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ چونکہ مالک و خالق ہے۔ اور کسی کے سامنے جوابدہ نہیں۔ اس لئے وہ اگر گناہوں کو معاف کر دے۔ تو اس میں کوئی قباحت نہیں۔ لیکن بندے کا جو خدا تعالےٰ کی طرف سے اپنے جیسے انسانوں کے درمیان عدل و انصاف قائم کرنے کیلئے متعین کیا گیا ہے۔ ایسے موقعہ پر معاف کرنا مناسب نہیں۔ لیکن پنڈت جی اس سارے مضمون کو پڑھ کر اور اس کے خلاف لکھنے کے لئے بغور مطالعہ کرنے کے بعد داد سخن فہمی دیتے ہوئے "الفضل" کو مخاطب کر کے لکھتے ہیں۔ "آپ فرماتے ہیں معافی کا سدھانت اسلام نہیں مانتا۔ بلکہ ایڈیٹر آریہ گزٹ نے اپنے من سے گھڑ لیا ہے" پھر اسی مفروضہ کی بنا پر اس کی تردید کرنے کے لئے نہایت مستعدی سے کھڑے ہو گئے ہیں۔ اور قرآن کریم کے کسی اردو ترجمہ سے دو ایک آیات نقل کر دیئے ہیں۔ جن سے یہ ظاہر ہے۔ کہ "خدا تعالےٰ گناہوں کو معاف کرتا ہے"۔ اور اس طرح اپنے زعم میں بہت بڑا تیر مارا ہے۔ گویا بقول ان کے جس بات کو تسلیم کرنے سے الفضل نے انکار کر دیا تھا۔ آپ نے قرآن شریف سے ثابت کر دکھایا ہے۔ مگر پنڈت جی نے صرف اسی قدر ثابت کیا ہے۔ کہ انہیں پچھلے جنم کے اعمال کی سزا میں عقل و سمجھ اور فہم و ذکا سے عاری رکھنا ہی قسام ازل نے مناسب خیال کیا ہے

پریشان دماغی

اس سے بڑھ کر آپ کی پریشان دماغی دیکھنی ہو۔ تو یہ الفاظ ملاحظہ فرمایئے۔ "آپ کا یہ مطلب کہ خدا چونکہ مالک ہے۔ اس لئے معاف کر سکتا ہے۔ اور رسول چونکہ منصف ہے اس لئے معاف نہیں کر سکتا۔" اس طرح آپ تسلیم کرتے ہیں۔ کہ ہم نے یہی ثابت کرنا چاہا ہے۔ اور یہی ہمارا مطلب ہے۔ کہ خدا تعالےٰ معاف کر سکتا ہے۔ کیونکہ وہ مالک ہے۔ گویا ہمارے متعلق یہ کہنے کے معاً بعد کہ ہم "معافی کا سدھانت نہیں مانتے" آپ خود لکھتے ہیں۔ کہ ہمارا یہ مطلب ہے۔ کہ خدا مالک ہونے کی وجہ سے معاف کر سکتا ہے۔ کسقدر پریشان دماغی ہے۔

اسی پر بس نہیں۔ پنڈت جی نے اس مختصر سے مضمون میں اپنی سخن فہمی عقل و دانش اور دماغی قابلیت کے اس قدر نادر نمونے جمع کئے ہیں۔ کہ جب انہیں آپ کی تعلیمی ڈگری کے مقابلہ میں رکھ کر دیکھا جائے۔ تو بے اختیار داد روزگار سفلہ پرور را تماشا کن کہنا پڑتا ہے اگلے کالم میں پھر آپ یہ بھول جاتے ہیں۔ کہ پہلے کیا لکھ چکے ہیں۔ اور فرماتے ہیں "خیر یہ بڑی خوشی کی بات ہے۔ کہ آپ نے ایسی قرآنی آیت کی موجودگی میں۔ کہ خدا گناہوں کو معاف کرتا ہے۔ یہ مان لیا ہے۔ کہ اسلام اس سدھانت کو نہیں مانتا۔" اور اس بنا پر آپ یہ سمجھنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔ کہ ہمیں آخر کار ویدک تعلیم کی شرن لینی پڑی" اور کہ اسلام آہستہ آہستہ ویدک دہرم کے قدموں پر آ رہا ہے"

بچوں کی سی نقل

بات دراصل یہ ہے۔ کہ ہم چونکہ یہ بات ثابت کرتے رہتے ہیں کہ ویدک دہرم اسلام کے قدموں پر آتا جا رہا ہے۔ اور پھر واقعات اس کی تصدیق ہوتی رہتی ہے۔ اسے دیکھ کر آریہ سماجی اخبارات کا بھی جی للچاتا ہے۔ کہ اپنے مذہب کی تصدیق میں ایسے امور پیش کریں۔ اور اسی وفور شوق سے بے خود ہو کر لیکن اس نادان بچے کی طرح نقل کرتے وقت اس بات کو سمجھ ہی نہیں سکتا۔ کہ اس میں اور اصل میں کتنا فرق ہے۔ کچھ نہ کچھ کہہ جاتے ہیں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیدا کردہ انقلاب

خوشی کی بات ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مذاہب کی برتری و فضیلت معلوم کرنیکا خیال پیدا کر کے مذہبی دنیا میں جو انقلاب عظیم

Digitized by Khilafat Library Rabwah

10

مذاہب غیر

برہما کے بھوگی

بدھ ازم میں رہبانیت

برہما میں اس وقت تک بدھ مت رائج ہے۔ اور عام طور پر لوگ اسی کے پیرو ہیں۔ اگرچہ ہندوستان بلکہ بیرونی ممالک کے دیگر مذاہب میں بھی رہبانیت پائی جاتی ہے۔ ہندوؤں میں سادھو اور عیسائیوں میں بھی راہب ہوتے ہیں۔ لیکن برہمیوں میں رہبانیت کا رواج بہت زیادہ ہے۔ راہب کو برہمی زبان میں بھوگی کہتے ہیں۔ اور ان کی وہاں اتنی کثرت ہے۔ کہ سنا ہے۔ مردم شماری کے رو سے آبادی کا ۱/۴ حصہ رہبانیت کی زندگی بسر کر رہا ہے۔ بدھ مذہب کے ہر پیرو پر فرض ہے کہ وہ بھوگی بنے۔ خواہ ایک دن یا چند گھنٹوں کے لئے۔ لیکن اس لذت سے اسے آشنا ضرور ہونا پڑتا ہے۔ اس لئے ہر بدھسٹ کچھ نہ کچھ عرصہ کے لئے بھوگی بنتا ہے۔ لیکن محض اس حکم کی تعمیل یا بالفاظ صحیح تر اس رسم کی پابندی کے لئے جو لوگ ایسا کرتے ہیں۔ انہیں عرف عام میں بھوگی نہیں کہا جاتا۔ بلکہ یہ لفظ صرف انہی لوگوں کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ جو تمام دنیاوی علائق سے منہ موڑ کر اور ہر قسم کے تعلقات قطع کر کے مدت العمر کے لئے یہ طریق اختیار کر لیتے ہیں۔

رہائش و خوراک کا انتظام

کہا جاتا ہے کہ برہما میں کوئی ایسا قصبہ بلکہ کوئی گاؤں نہ ہوگا۔ جہاں ان بے فکروں کی ایک خاصی تعداد نہ پائی جائے۔ اور شہروں میں تو ان کے جھنڈ کے جھنڈ پھرتے رہتے ہیں عام طور پر یہ لوگ آبادیوں اور بستیوں سے دور رہتے ہیں ہر مت کے ہر مندر کے ساتھ ایسے لوگوں کی رہائش کے لئے متعدد مکانات موجود ہوتے ہیں۔ چونکہ اس مذہب سے تعلق رکھنے والوں کا عقیدہ ہے۔ کہ اگر وہ چیزیں جو انسانی ضروریات سے تعلق رکھتی ہے۔ خیرات کی جائیں۔ تو آئندہ زندگی میں کام آتی ہیں۔ اسی لئے برہمی لوگ مرحومین کو ثواب پہنچانے اور ان کے لئے بزعم خویش آرام و آسائش کے سامان مہیا کرنے کے لئے ایسے لوگوں کے واسطے نہایت عالیشان مکانات تعمیر کرتے رہتے ہیں۔ جو نہایت اعلیٰ درجہ کے فرنیچر سے آراستہ کئے جاتے ہیں۔ اور ضروریات کی تمام اشیاء نہایت عمدہ حالت میں وہاں رکھی جاتی ہیں۔ بیش قیمت مسہریاں اور پلنگ بھوگیوں کے سونے کے لئے۔ اعلیٰ درجہ کے لیمپ اور دوسری ضروریات اور آرائش کی چیزیں بافراط [illegible] اور کھانے کا بھی ہر طرح کا انتظام کیا جاتا ہے۔ اور خیرات کا صحیح مصرف یہی سمجھا جاتا ہے کہ ان لوگوں کے لئے اعلیٰ غذائیں بہم پہنچائی جائیں اور صاحب ثروت لوگ ایسا ہی کرتے ہیں جس طرح اہل ہنود کی تمام خیرات صرف برہمنوں کے لئے وقف ہوتی ہے۔ بدھوں کی تمام قربانیاں بھوگیوں کے آرام و آسائش کے لئے کی جاتی ہیں۔

بعض شرائط اور لباس وغیرہ

جو شخص بھوگی بننے کے لئے اپنی زندگی وقف کرتا ہے خواہ وہ مرد ہو یا عورت اس کے لئے لازم ہے۔ کہ وہ ہمیشہ مجرد رہے۔ سر کو منڈوانا بھی ان کے لئے ضروری ہے۔ بلکہ چار ابرو کا صفایا کرایا جاتا ہے۔ عام طور پر بھوگی ننگے پاؤں رہتے ہیں۔ لباس صرف ایک تہ بند ہوتا ہے۔ جس کا ایک حصہ کمر سے لپیٹ کر دوسرا کندھوں پر ڈال لیتے ہیں۔ اور اس طرح بازو ہمیشہ ننگے رہتے ہیں۔ سوائے تہ بند کے اور کسی کپڑے کا استعمال ان کے لئے جائز نہیں سمجھا جاتا۔ مگر یہ بھی ضروری ہے کہ یہ تہ بند ریشمی کپڑے کا اور بیش قیمت ہو۔ سوتی تہ بند کا استعمال معیوب خیال کیا جاتا ہے اور شاذ ہی کوئی بھوگی اسے استعمال کرتا ہے لیکن تہ بند خواہ ریشمی ہو یا سوتی۔ اس کا رنگ زرد ہونا چاہئے۔

طریق زندگی اور خوراک

بھوگیوں کی رہائش کے لئے جو مکانات تعمیر کئے جاتے ہیں۔ مرد و عورت ان میں اکٹھے رہتے ہیں۔ ایک دوسرے سے علیحدہ رہنے کا کوئی اہتمام نہیں کیا جاتا۔ ایسی تارکانہ زندگی اختیار کرنے والے کو کسی سے سوال کرنے کی اجازت نہیں ہوتی۔ اور اس کی انہیں ضرورت بھی شاذ ہی پڑ سکتی ہے۔ کیونکہ عقیدتمند لوگ اپنے مردوں کو ایصال ثواب کے لئے طرح طرح کے لذیذ کھانے اور دیگر اشیائے خوردنی خود ہی ان کی قیام گاہوں پر پہنچا دیتے ہیں۔

نام نہاد تقدس

لیکن اگر کبھی ایسا اتفاق ہو۔ کہ کسی بھوگی کو کھانا نہ پہنچے۔ تو اسے اجازت ہوتی ہے کہ قریبی بستی میں جا کر اپنے لئے کھانا حاصل کرے اس صورت میں بھی اسے کسی سے سوال کرنے کی اجازت نہیں ہوتی۔ صرف یہ ہونا چاہئے کہ کسی کے دروازہ پر جا کر کھڑا ہو جائے۔ اور صاحب خانہ کا فرض ہوتا ہے۔ کہ خواہ کچھ ہو۔ اس کے لئے کھانا مہیا کر دے۔ اگرچہ قیامگاہوں میں بھوگی مرد و عورت اکٹھے رہتے ہیں۔ لیکن ان میں سے جب کوئی بھوگی مرد کسی بستی میں داخل ہو۔ تو اس کے ہاتھ میں بانس کا ایک لمبا سا پنکھا ہونا ضروری ہے۔ جسے وہ آبادی کے قریب پہنچتے ہی منہ کے سامنے کر لیتا ہے۔ تا عورتوں کو دیکھنے اور ان کے ساتھ رہنے میں پرہیز نہیں کیا جاتا۔ سب اکٹھے رہتے ہیں۔ لیکن بستی میں جا کر اس قدر حیا غالب آ جاتی ہے۔ کہ کسی عورت پر اتفاقی نگاہ کا پڑ جانا بھی تقدس کے خلاف سمجھا جاتا ہے۔

آرام و آسائش کا نتیجہ

چونکہ یہ لوگ کام کاج کچھ نہیں کرتے۔ اور نہایت آزادی کے ساتھ کھاتے پیتے اور جہاں جی چاہے سیر و تفریح کرتے رہتے ہیں۔ عقیدتمند لوگ نہایت مرغن اور لذیذ اغذیہ ان کے لئے مہیا کرتے ہیں۔ اس لئے یہ خوب موٹے تازے اور ہٹے کٹے ہوتے ہیں۔ خوب بن سنور کر رہتے ہیں۔ اور مذہبی عقیدت کے طفیل نہایت عیش و آرام کے ساتھ زندگی بسر کرتے ہیں۔ چونکہ بغیر ہاتھ پاؤں ہلائے اور محنت کئے بافراغت زندگی بسر کرنے کا یہ ایک نہایت آسان طریق ہے۔ اس لئے تمام وہ لوگ جو محنت سے جی چراتے اور کام کاج سے گھبراتے ہیں۔ رہبانیت اختیار کر لیتے ہیں۔ گویا اس مذہب کے نتیجہ میں ناکارہ پن۔ بے ہمتی اور محنت سے جی چرانے کی عادات پیدا ہوتی ہیں۔

بدھ مذہب کا نقص

ظاہر ہے کہ جو مذہب اپنے ماننے والوں کو اس طرح ناکارہ اور نکما کرنے کا باعث ہو۔ اور جس کی وجہ سے وہ لوگ جو اپنے زور بازو سے ملک و قوم کی خدمت کر سکتے ہیں۔ ملکی دولت میں اضافہ کر سکتے ہیں۔ ملک اور قوم کے لئے ایک بار بن جاتے ہیں اور اسکی ترقی کے راستہ میں بھاری پتھر ثابت ہوتے ہیں۔ اس لئے ان کا وجود نہایت ہی نقصان رساں ہوتا ہے۔ لیکن کیا کیا جائے۔ اسلام کے سوا قریبًا تمام مذاہب میں اس قسم کی تعلیم پائی جاتی ہے۔ جو یقینًا ان مذاہب میں تغیر و تبدل کا ثبوت ہے اور اس سے ظاہر ہے۔ کہ ان مذاہب کے پیروؤں نے یہ خود ایجاد کی ہے۔

اسلام کی خوبی

اس کے مقابلہ میں اسلام نے پر زور طریق سے اس خرابی کو دور کرنے کی کوشش کی ہے۔ اور صاف طور پر حکم دیا ہے۔ کہ:۔ لا رھبانیۃ فی الاسلام۔ یعنی اسلام میں راہبانہ زندگی کی قطعًا ممانعت ہے۔ ہر ایک انسان کو چاہئے۔ کہ وہ دنیا میں رہتا ہوا اور تمام دنیوی تقاضوں سے عہدہ برآ ہوتا ہوا خدا تعالےٰ کا قرب حاصل کرنے کی سعی کرے۔ تمام دنیوی علائق کو توڑنا اور ہر ایک چیز سے منہ موڑ کر ایسی زندگی اختیار کر لینا۔ جو نہ اپنے کام کی ہو۔ نہ دوسرے کے کام کی ایک بیہودہ فعل ہے جبکی وسعت کے ساتھ ساتھ دنیا جو دراصل حرکت اور تگ و دو کا نام ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عیسائیت میں عورت کی حیثیت

قرآنی وانجیلی تعلیم کا مقابلہ

اسلام کا سورج ظلمات عالم پر تمازت کامل و طلعت اکمل کے ساتھ چمکا۔ اور اس کے نور لامحدود کی ظلمت پاش ضیا باری سے دنیا کا کونہ کونہ منور ہو گیا۔ ضلالت و گمراہی کی ہزاروں آندھیاں آئیں۔ دین کفر و شرک کی پیہم گردشوں نے اس سراج منیر کو بندگان عالم کی نگاہوں سے ہمیشہ کے لئے اوجھل کرنے کی بارہا کوششیں کیں۔ مگر خدائے قادر و توانا کا یہ آفتاب۔ باطل کی اس سعی لاحاصل پر ہمیشہ خندہ زن رہا۔ نور توحید کی یہ مستنیر کرنیں جہاں کعبہ میں تین سو ساٹھ خدا آباد کرنے والوں کی آنکھوں کو خیرہ کرنے والی ہوئیں۔ وہاں صلیبی غاروں میں بسنے والے فرزندان تاریکی اور ایک خدا کی سہ گانہ تقسیم کرنے والوں کی عریانی کا موجب بھی بنیں ۔

عیسائیوں کے حملے

عیسائیوں کی طرف سے اسلام پر پے بہ پے حملے کئے گئے۔ قرآنی تعلیم کو بگاڑ کر لوگوں کے سامنے پیش کیا گیا۔ بانیٔ اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پاکیزہ زندگی پر ناپاک اعتراضات کئے گئے جس کا اقرار Von Kremer (فان کریمر) جیسے متعصب عیسائی مستشرق کو بھی اپنی کتاب "A Contribution to the Islamic Civilisation" ترجمہ خدا بخش کے صفحہ ۱۷۹ پر کرنا پڑا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ذات والا صفات اور اسلامی تعالیم کے متعلق جس قدر غلط بیانیاں کی گئیں۔ ان کی وجہ یہی تھی۔ کہ اسلام ممالک مغربیہ میں انتہائی سرعت کے ساتھ ترقی کر رہا تھا۔ عیسائی زعماء نے اس کی بڑھتی ہوئی رفتار کو روکنے کا ایک ہی ذریعہ پایا۔ اور وہ یہ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم اور آپ کی تعلیم کو نہایت ہی بھیانک صورت میں پیش کیا جائے۔ چنانچہ اس ضمن میں اس نے اپنی کتاب کے صفحہ ۱۸۱ تا صفحہ ۱۸۴ پر چند فحش اور دلآزار قصے لکھے ہیں جنکو آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی زندگی کے واقعات قرار دیا گیا ہے ۔

عورت کے متعلق اعتراض

غرضیکہ اسلام پر عیسائی گوارنرز کی طرف سے پیہم حملے کیے گئے۔ انہی حملوں میں سے ایک بڑا حملہ یہ بھی تھا۔ کہ اسلام

عورت کو ... اس کی ... قرار دیا ہے۔ اور یہ کہ عورت

اسلامی سوسائٹی میں ایک بالکل بے حیثیت چیز ہے۔ اس پروپیگنڈا کے ذریعہ یورپین ممالک میں تبلیغ اسلامی کو بہت حد تک مسدود کرنے کی کوشش کی گئی ۔

عورت کے متعلق اسلامی تعلیم

آج خدا کے مسیح موعود نے (خدا کی ہزاروں ہزار رحمتیں اس پر اور اس کی اولاد پر ہوں) دلائل بینہ و براہین ساطعہ سے ثابت کر دیا ہے۔ کہ اسلام نے عورت کی جو حیثیت قرار دی ہے دنیا میں کوئی مذہب نہیں۔ جو اپنی تعلیم کی بناء پر اس سے بہتر تو کجا اس کے برابر ہی ثابت کر سکے۔ اسلام نے الجنۃ تحت اقدام امھاتکم (جنت تمہاری ماؤں کے پاؤں تلے ہے) خیرکم خیرکم لاھلہ (تم میں سے سب سے اچھا وہ ہے۔ جو اپنی بیوی کے ساتھ سب سے اچھا سلوک کرتا ہے) پھر عاشروھن بالمعروف (عورتوں کے ساتھ نیکی کے ساتھ سلوک کرو) فرما کر عورت کو رضاء الٰہی اور نجات کے حصول کا ایک زبردست ذریعہ قرار دیا ہے۔ اور ھن لباس لکم وانتم لباس لھن (عورتیں تمہارا لباس ہیں۔ اور تم ان کا لباس ہو۔) اور ولنفسک علیک حق ولزوجک علیک حق فرما کر ایک طرف تو عورت کے "حق" کو مرد پر ثابت کیا۔ اور دوسری طرف عورت کے حقوق کی ادائیگی کو عبادت میں شامل کر کے حقوق نسواں کی نگہداشت کی طرف توجہ دلائی۔ پھر اسلام نے موالات وغیرہ رسوم جاہلیت کو مٹا کر عورت کو باپ کے ورثہ میں جسطرح شریک کیا ہے۔ وہ محتاج بیان نہیں۔ اور یہ بر بنہ صداقت ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے قبل عورت جس طرح ذلیل زندگی بسر کرتی تھی۔ اس کی مثال تلاش کرنا سعی لاحاصل ہے یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی قوت قدسی کا نتیجہ تھا۔ کہ آپ نے اس مقہور خلق ذات کو دنیا کی نظروں میں معزز اور قابل احترام ہستی بنا دیا ہے

فکم من حقیر فی عیون جعلتھم
بلعین خلق لؤلؤا اذ بر جدا (المسیح الموعود)

عیسائیت میں عورت

آج یورپ "حقوق نسواں" اور "عورت کی آزادی" کی جو رٹ لگا رہا ہے۔ اور اس کی آڑ میں جو کچھ ہو رہا ہے۔ اس کا انجیلی تعلیم سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

آج عیسائی عورتیں جس طرح بناؤ سنگار کرتی ہیں۔ بال کٹاتی ہیں۔ مردوں پر حکومت کرتی ہیں۔ سکولوں اور مدرسوں میں معلمہ بنتی ہیں۔ مجلسوں اور کلبوں میں تقریریں کرتی ہیں۔ بلکہ پارلیمنٹ میں دار العوام کی ممبری کے لئے کھڑی ہوتی ہیں۔

وہ کونسی انجیلی تعلیم کے مطابق ہے۔ انجیل میں تو ان تمام امور کو عورتوں کے لئے ... اور ناجائز قرار دیا گیا ہے۔ جیسا کہ ذیل کے حوالوں سے ثابت ہے ۔

انجیلی تعلیم

"اے بیویو! تم بھی اپنے شوہروں کے تابع رہو۔۔۔ اور تمہارا سنگار ظاہری نہ ہو۔ یعنی سر گوندھنا اور سونے کے زیور اور طرح طرح کے کپڑے پہننا" (۱ پطرس ۳ باب ۱۔۳ و ۱ تیمتھیس ۲ باب ۹)

"جو عورت بے سر ڈھکے دعا یا نبوت کرتی ہے۔ وہ سر منڈھی ہوئی کے برابر ہے۔ اگر عورت اوڑھنی نہ اوڑھے۔ تو بال بھی کٹائے۔ اگر عورت کا بال کٹانا یا سر منڈانا شرم کی بات ہے تو اوڑھنی اوڑھے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ پس فرشتوں کے سبب سے عورت کو چاہیے۔ کہ اپنے سر پر محکوم ہونے کی علامت رکھے۔ ۔ ۔ ۔ اگر عورت کے لمبے بال ہوں۔ تو اس کی زینت ہے۔ کیونکہ بال اسکو پردے کے لئے دیئے گئے ہیں۔" (۱ کرنتھیوں ۱۱ باب ۶ تا ۱۶)

"عورتیں کلیسیا کے مجمع میں خاموش رہیں۔ کیونکہ انہیں بولنے کا حکم نہیں۔ بلکہ تابع رہیں۔ جیسا توراۃ میں بھی لکھا ہے اور اگر کچھ سیکھنا چاہیں۔ تو گھر میں اپنے اپنے شوہر سے پوچھیں کیونکہ عورت کا کلیسیا کے مجمع میں بولنا شرم کی بات ہے "

(۱ کرنتھیوں ۱۴ باب ۳۴ و ۳۵)

"مرد عورت کے لئے نہیں۔ بلکہ عورت مرد کے لئے پیدا ہوئی" (۱۔ کرنتھیوں ۱۱ باب ۹)

"عورتوں کو چپ چاپ کمال تابعداری سے سیکھنا چاہیئے اور میں اجازت نہیں دیتا۔ کہ عورت سکھائے یا مرد پر حکم چلائے بلکہ چپ چاپ رہے۔ کیونکہ پہلے آدم بنایا گیا۔ پھر حوا" (۱ تیمتھیس ۲ باب ۱۱ تا ۱۳)

"اے بیویو! اپنے شوہروں کی ایسی تابع رہو۔ جیسے خداوند کی۔ کیونکہ شوہر بیوی کا سر ہے۔ جیسے کہ مسیح کلیسیا کا سر ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ لیکن جیسے کلیسیا مسیح کے تابع ہے۔ ویسے بیویاں بھی ہر بات میں اپنے شوہروں کے تابع ہوں" (افسیوں ۵ باب ۲۲ و ۱۔ پطرس ۳ باب ۱)

"بیوی اس بات کا خیال رکھے۔ کہ اپنے شوہر سے ڈرتی رہے" (افسیوں ۵ باب ۳۳)

نئے عہد نامہ کی محولہ بالا عبارتوں سے صاف طور پر ظاہر ہے۔ کہ انجیل میں عورت کو ایک لونڈی سے زیادہ حیثیت نہیں دی گئی۔ یہی وجہ ہے۔ کہ عیسائی عورت اس زنجیر غلامی کو توڑ کر کامل طور پر آزاد ہو چکی ہے ۔

خاکسار

ملک عبد الرحمٰن خادم۔ بی۔ اے۔ گجراتی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

الفضل خاتم النبیین نمبر

کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ نے خطبہ جمعہ میں کیا فرمایا تھا؟

ذیل میں حضور کی تقریر کا وہ حصہ درج کرتا ہوں۔ جو خاتم النبیین نمبر کے متعلق فرمایا تھا۔ اس سے اس کی اہمیت ظاہر ہے۔ ہر مقام کے احباب کرام کو چاہیئے۔ کہ وہ زیادہ سے زیادہ تعداد کے آرڈر حاصل کر کے ہمیں ۷ اکتوبر سے پہلے اطلاع دیں۔ تا پرچہ اتنی تعداد میں چھپوایا جا سکے۔ یہ نوٹ کر لینا چاہیئے۔ کہ حضرت صاحب چاہتے ہیں۔ کہ الفضل اگر پندرہ بیس ہزار نہیں۔ تو دس ہزار سے کم نہ چھپے۔ اور یہ سب آپ کی جدوجہد پر منحصر ہے۔ اور اگر آپ تھوڑی سی اجتماعی ہمت و کوشش سے کام لیں۔ تو یہ کوئی بڑی بات نہیں۔ پہلے تجربہ ہو چکا ہے اور ہم پچاس سولہ ہزار چھپوا چکے ہیں۔ کوئی وجہ نہیں۔ کہ اب کے اس سے کم چھپے لیکن اگر آرڈر اتنی تعداد کے نہ آئے۔ تو ہم اس تعداد سے کم چھاپنے پر مجبور ہوں گے احباب کرام کو جلد از جلد ہمیں اس قابل بنانا چاہیئے۔ کہ یہ تعداد پوری ہو جائے۔

حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عظمت و فضیلت کی اشاعت کے لئے کون مسلمان ہے۔ جو ہم ر کے پیسے خرچ کرنے پر تیار نہ ہو جائیگا۔ صرف تحریک کی ضرورت ہے۔ (منیجر)

"الفضل کا خاتم النبیین نمبر بھی شایع ہوتا ہے۔ افسوس ہے دوستوں نے اس کی توسیع اشاعت کے لئے پوری توجہ نہیں ۔ میرا خیال تھا۔ کہ اس سال یہ پرچہ کم از کم پندرہ ہزار شایع کیا جائے بن اخبار والے گذشتہ سال کے تجربہ کی بنا پر اس قدر شایع نے کی جرأت نہیں کر سکتے۔ × × × × × × × × ءاسبہ نکہ وقت بہت کم ہے۔ اور چھپائی شروع ہونے والی ہے۔ اگر آرڈر زیادہ نہ آئے۔ تو ممکن ہے۔ اس سے بھی کم چھپے۔ اور بعض دوستوں کو محروم رہنا پڑے۔ کیونکہ دوسرا ایڈیشن شایع نہیں ہوگا۔ اس لئے میں تمام دوستوں کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ اپنے اپنے علاقوں میں اسکو زیادہ سے زیادہ تعداد میں شایع کرنے کی کوشش کریں۔ تا اگر زیادہ نہیں تو کم از کم دس ہزار ہی شایع ہو سکے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش تھی۔ کہ ریویو دس ہزار چھپے۔ کیا ہماری جماعت میں اتنی بھی جرأت نہیں۔ کہ اس خواہش کو سال کے ایک پرچہ کے متعلق ہی پورا کر سکے۔ اور میں سمجھتا ہوں۔ اگر ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خواہش کو اس ایک پرچہ کے متعلق ہی پورا کر دیں۔ تو ممکن ہے۔ خدا تعالیٰ ہماری اس قربانی دیکھ کر ہمیں سب کی اشاعت ہی دس ہزار کرنے کی توفیق عطا کر دے۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس خواہش کو پورا کرنے کے خیال سے اس پرچہ کی اشاعت کم از کم دس ہزار کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

تعجب ہے۔ کہ بڑی بڑی جماعتوں نے اس طرف توجہ نہیں کی مثلاً لاہور میں ہزار دو ہزار پرچہ کا لگ جانا کوئی بڑی بات نہیں۔ اگر سو دو الفضل بھی ایسے ہو جائیں۔ جن میں سے ہر ایک تہیہ کرے کہ میں بیس پرچے فروخت کروں گا۔ تو بھی دو ہزار پرچے بک سکتے ہیں۔ اسی طرح کلکتہ۔ مدراس۔ لکھنؤ دہلی اور دوسرے ایسے شہروں میں جہاں آبادی ایک لاکھ سے زائد ہو۔ اگر کوشش کی جائے۔ تو بہت کامیابی ہو سکتی ہے۔ ان مقامات پر ہماری جماعتیں اگرچہ کم ہیں۔ لیکن احباب جماعت اپنے دوسرے مسلم یا غیر مسلم دوستوں سے مدد لے سکتے ہیں۔ پس اگر کوشش کی جائے تو دس ہزار پرچہ ان بڑے بڑے شہروں میں ہی فروخت ہو سکتا ہے۔ اسی طرح اگر ہر جماعت اس کے لئے کوشش کرنا اپنے لئے فرض کرے۔ تو تیس ہزار پرچہ کا نکل جانا بھی بڑی بات نہیں۔ لیکن اس کے لئے دلی کوشش کی ضرورت ہے۔

ہر ایک جماعت کا ہر فرد اس کے لئے کوشش کرے۔ جہاں سو افراد کی جماعت ہو۔ وہاں ہزار اور جہاں دو سو ہو۔ وہاں دو ہزار اور ہر جگہ جماعت کی تعداد کے لحاظ سے سو پچاس۔ دس یا پانچ جتنے ممکن ہوں پرچے فروخت کرنے کی کوشش کی جائے۔ تو بہت بڑی تعداد میں اس کی اشاعت ہو سکتی ہے۔ لاہور میں ہماری جماعت کے تین چار سو افراد ہیں۔ اور عورتیں بچے ملا کر پانچسو سے بھی زیادہ تعداد ہو جاتی ہے۔ اسی طرح سیالکوٹ میں پانچ چھ سو اور عورتیں بچوں سمیت اس سے بہت زیادہ ہے۔ یہ اپنی اپنی حیثیت کے مطابق پرچے فروخت کرنے کا ذمہ لیں۔ اور اسی طرح ہر شہر اپنی حیثیت کے مطابق اس میں کوشش کرے۔ تو اس پرچہ کا بہت بڑی تعداد میں نکل جانا کوئی بڑی بات نہیں ضرورت صرف ارادہ اور نظام کی ہے۔

میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں۔ کہ وہ ہمیں تمام کاموں کو خواہ مالی ہوں یا نشر و اشاعت یا اور کسی قسم کے کما حقہ ادا کرنے

تعمیر مساجد کے لئے چندہ کی تحریک

۵ر جولائی ۱۹۳۲ء کو ایک "تحریک چندہ تعمیر مساجد جماعتہائے احمدیہ" کے عنوان سے تمام جماعتوں کے نام ارسال کی گئی تھی۔ اور درخواست کی گئی تھی۔ کہ آئندہ وہ تعمیر مساجد کے لئے مسجد فنڈ میں کچھ نہ کچھ رقم بھیجتی رہیں۔ تاکہ جس جماعت کو تعمیر مسجد کی ضرورت پڑے۔ اس کو یہ روپیہ قرض دیا جائے۔ اور اس طرح وہ اپنی مسجد کو پایۂ تکمیل تک پہنچا سکے۔ پھر جب روپیہ جمع ہو جائے تو دوسری جماعت کو مدد دی جائے۔ اور اس طرح وہ بھی اپنی مسجد بنا لے۔ اسی طرح آہستہ آہستہ آسانی کے ساتھ مسجدیں بنتی چلی جائیں۔ اور ہماری ساری جماعت کے پاس اپنی مسجدیں ہو جائیں۔ اور آئے دن غیر احمدیوں کے ساتھ جو تنازعات ان کی مساجد میں یا مشترکہ مساجد میں نماز پڑھنے سے ہوتے رہتے ہیں۔ ان سے جماعت کو مخلصی ملے۔ اگرچہ تعمیر مساجد کی امداد کی درخواستیں بہت سی آئی ہیں۔ مگر جماعت نے اس فنڈ میں چندہ دینے کی طرف توجہ نہیں فرمائی اور اس تکلیف کے حل کا جو علاج سوچا گیا تھا۔ وہ پورا نہیں ہوا مسجد کے نہ ہونے کی تکلیف کو وہ دوست سمجھ نہیں سکتے۔ جن کو خدا تعالیٰ نے اپنی مسجدیں دی ہوئی ہیں۔ اور وہ نہایت اطمینان کے ساتھ ان میں نمازیں ادا کرتے ہیں۔ اس تکلیف کو وہی دوست سمجھ سکتے ہیں۔ جن کی اپنی مسجدیں نہیں۔ اور نماز کے وقت وہ اکٹھے نہیں ہو سکتے۔ اور اپنے اپنے گھروں پر نمازیں ادا کیا کرتے ہیں۔ یا اگر کوئی تنگ و تاریک مکان ان کے پاس ہو تو لیکچروں کے وقت ان کو غیروں کا محتاج ہونا پڑتا ہے۔

پس میں ان تمام بھائیوں کی خدمت میں جو دوسرے بھائیوں کے لئے درد رکھتے ہیں۔ التماس کرتا ہوں۔ کہ وہ تعمیر مساجد کے لئے بھی کچھ روپیہ جمع کراتے جائیں۔ تاکہ اس طرح ایک معقول رقم جمع ہو سکے۔ اور ہماری مسجدیں آہستہ آہستہ بنتی چلی جائیں۔

ہر ایک مشکل ہمت سے آسان ہو جاتی ہے۔ پس اے بھائیو اپنی ہمت کو جاری رکھو۔ اگر آپ لوگوں کے پاس اپنی مسجدیں ہیں۔ تو دوسرے بھائیوں کے ساتھ ہمدردی کے تقاضے کو مدنظر رکھتے ہوئے ان کو مسجد بنانے میں مدد دو۔ اور اس زمانے کی مشکلات کو سوچو۔ جب تمہاری اپنی مسجد نہ تھی۔ اور آپ لوگ اکیلے اکیلے نماز اپنے گھروں پر پڑھا کرتے تھے۔ خدا نے تم پر فضل کیا۔ اب دوسرے بھائیوں کی مدد کرنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ اللہ آپ کے ساتھ ہو

(ناظر بیت المال قادیان)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کشمیر مسلم کانفرنس

اور

پنجاب کی کشمیری برادری

تحریک حریت کشمیر کے ابتدائی ایام سے لے کر اس وقت تک اس تحریک کو پروان چڑھانے کے لئے جس قدر قربانیاں ہم باشندگان ریاست نے کی ہیں۔ ان سے کئی گنا زیادہ جانی و مالی قربانیاں ہمارے پنجابی و دیگر ہندوستانی برادران اسلام نے کی ہیں۔ ابھی لوگوں کے دماغ سے ان حیات پرور ایام کی یاد محو نہیں ہوئی۔ مسلمانان کشمیر کے درد سے بیتاب ہوکر ایک طرف مسلمانان پنجاب کا ایک طبقہ آل انڈیا کشمیر کمیٹی بناکر مالی اور قلمی امداد کے سامان فراہم کر رہا تھا۔ اپنی پوری طاقت صرف کرکے مظلومان کشمیر کی مظلومی کو دنیا پر واشگاف کر رہا تھا۔ اور قانونی امداد کے ذریعہ تھا۔ انہیں مساعی جمیلہ کا نتیجہ تھا۔ کہ جو حکومت علمبرداران تحریک حریت کشمیر کو باغی اور طاغی کہہ کر اہل عالم کی آنکھوں میں خاک جھونکنے کی ناکام کوشش کر رہی تھی۔ اسے آخر کار اپنے ظلم و جبر کا اقرار کرتے ہی بن پڑی۔ اور اسے طوعاً و کرہاً یہ تسلیم کرنا ہی پڑا۔ کہ مسلمانان کشمیر کے مطالبات درست اور حقیقت پر مبنی ہیں۔ گو ابھی ان حقوق کو تسلیم کرنا صرف بالقوہ ہی ہے اور بالفعل ابھی تک حکومت نے بہت کم اور ناقابل تذکرہ قدم اٹھایا ہے۔ مگر جن حقوق کا نام لینا ہی ایک گردن زدنی جرم تھا بحیثیت ہمارے پیدائشی حقوق کے فرزندان توحید کی اندرونی و بیرونی متفقہ کوششوں سے تسلیم کر لئے گئے اب ان تسلیم شدہ حقوق کو جب تک عملاً حاصل نہ کیا جائے۔ اس وقت تک تمام قربانیاں رائیگاں ہیں۔ حقیقتاً یہ کوششیں اور قربانیاں اسی وقت کامیاب متصور ہونگی۔ جس وقت ان سفارشات کی حرف بہ حرف تعمیل کی جائیگی۔ جو اسلامیان کشمیر کے کم سے کم حقوق کے متعلق کی گئی ہیں۔ حقوق کے عملاً حصول کے لئے تمام ریاست کے مسلمانوں کی تنظیم لازمی اور لابدی امر ہے۔ جب تک مسلمانوں کے اندر اپنے حقوق کا منظم احساس نہ پیدا ہو جائے۔ اس وقت تک کاغذی سفارشات ان کے لئے ہرگز مفید نہیں ہو سکتیں۔

اس تنظیم اور شیرازہ بندی کے لئے کارکنان تحریک کشمیر نے فیصلہ کر لیا ہے۔ کہ قائد اعظم شیر کشمیر شیخ محمد عبد اللہ صاحب کی صدارت میں مسلم کانفرنس وسط اکتوبر میں بمقام سری نگر منعقد کی جائے۔ جس میں علاوہ راہنمایان ریاست کے بیرونی ہمدردان اسلام بھی شرکت فرمائیں گے۔ ہمیں مکمل امید ہے۔ کہ جس طرح ابتدائے تحریک حریت کشمیر کے ایام میں مسلمانان ہند خصوصاً مسلمانان پنجاب نے ہر قسم کی امداد و اعانت فرما کر تحریک کی کشتی کو ساحل کامیابی تک پہنچایا ہے۔ اسی طرح اب بھی ہر قسم کی مالی و قلمی و اخلاقی امداد فرما کر منتشر قوم اور پسماندہ ملت کی شیرازہ بندی میں کارکنان جموں و کشمیر کی دستگیری فرمائینگے دوران تحریک میں صرف ایک سال کے اندر متعدد دفعہ حکومت کی پالیسی تبدیل ہونے اور راہنماؤں و قومی کارکنوں کی بار بار گرفتاری قرقیوں اور ضبطیوں۔ قتل و غارت اور تباہی کے باعث کشمیری مسلمانوں کا شیرازہ کچھ ایسی بری طرح سے بکھرا ہے۔ کہ از سر نو تنظیم کرنے کے لئے پوری طاقت و مکمل کی حالت کی ضرورت ہے۔ جس کے متعلق ہمیں یقین ہے کہ غیور برادران پنجاب امید سے بڑھ کر حصہ لیں گے۔ خاص کر پنجاب کی کشمیری برادری سے پوری پوری توقع ہے وہ کشمیر کی اس تحط سالی کو مد نظر رکھتے ہوئے مکمل احساس ہمی کا ثبوت دے گی۔ کشمیری قوم کے مستقبل کا انحصار صرف ان کی تنظیم اور صحیح راہنمائی پر ہے۔ جس کی تکمیل میں ممد و معاون ہونا اس کے ہر بہی خواہ کا پہلا فرض منصبی ہے۔

(معتمد نشر و اشاعت مسلم کانفرنس سری نگر)

جماعت احمدیہ شملہ کا سالانہ جلسہ

جماعت احمدیہ شملہ کا سالانہ جلسہ ۲۴ اور ۲۵ ستمبر کو قرار پایا۔ بکثرت اشتہارات تقسیم کئے گئے۔ اور ان مولویوں کو جو چند روز پہلے اپنی تقاریر میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو گالیاں دیتے رہے تھے۔ مقابلہ پر بلایا۔ مگر سچائی اور حق کے رعب کی وجہ سے کوئی مقابلے کے لئے آمادہ نہ ہوا۔ ہاں اپنی مسجدوں میں اعلان کر دیا۔ کہ احمدیوں کے جلسوں میں کوئی شریک نہ ہو۔

پانچ اجلاس ہوئے۔ دو بروز ہفتہ۔ اور تین بروز اتوار۔ پہلے اجلاس کے صدر جناب حاجی شیخ فضل حق صاحب پراچہ ایم۔ ایل۔ اے تھے۔ آپ کا خطبہ صدارت قابل ذکر ہے۔ آپ نے فرمایا۔

صدر کی تقریر

برادران۔ پیشتر اس کے کہ میں جلسہ کی کارروائی شروع کروں۔ میں اس امر کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ کہ آپ نے مجھے اس مذہبی جلسہ کا صدر منتخب فرمایا۔ اس انتخاب کے لئے بے شک میں اپنے اندر اوصاف نہیں پاتا۔ مگر اس سے انکار کرنا بھی گناہ خیال کرتا تھا۔ بے شک آپ کی جماعت کے عقائد سے مجھے اختلاف ہے۔ مگر باوجود اس کے میں اس امر کا اقرار کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ اس وقت جبکہ دنیا کے تمام گوشوں میں مسلمان سو رہے ہیں صرف آپ کی جماعت ہے۔ جو اسلام کے لئے تڑپتی ہے۔ اور کوشش کر رہی ہے۔ جس طرح عام مسلمانوں کی خدمت آپ لوگ کرتے ہیں۔ اس کی مثال نہیں۔ کشمیر کا واقعہ موجود ہے۔ جس قدر مالی اور جانی قربانی اس معاملہ میں آپ نے کی ہے۔ اور کسی نے نہیں کی۔ دہلی میں پہلی دفعہ مجھے حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب سے ایک گھنٹہ ملنے کا موقعہ ملا۔ ان میں میں نے کوئی ایسی بات نہیں دیکھی۔ جو اور گدی نشینوں میں ہوتی ہے۔ اس کا میں نے کئی مرتبہ اور کئی دفعہ ذکر کیا۔ مجھے اکثر اوقات آپ کی مجالس میں صدارت کا فخر ہوا ہے۔ بے حد رکاوٹیں میرے راہ میں ڈالی گئیں۔ چنانچہ ایک دفعہ جب یوم النبی منایا جاتا تھا۔ مجھے آپ کی طرف سے صدارت کے لئے دعوت دی گئی۔ میں نے بخوشی قبول کی۔ اس پر ایک مولوی صاحب نے چیلنج دیا۔ کہ آپ نے احمدیوں کے جلسہ کی صدارت قبول کی ہے۔ شاید تم نے ووٹ کے لئے ایسا کیا ہے۔ مگر آئندہ ووٹوں کے وقت ہم تمہارے راستہ میں روکاوٹیں ڈالیں گے۔ میں نے اس مولوی سے کہا۔ کہ تم مخالفت کرو۔ جس قدر چاہو۔ میں یہ چیلنج قبول کرتا ہوں۔ چنانچہ یہ مولوی اور وہ شخص جو میرے مقابل کھڑا ہوا۔ باوجود سخت مخالفت کرنے کے سخت ذلیل ہوئے۔ ان کلمات کے ساتھ میں خطبہ صدارت بند کرتا ہوں۔ اور پہلی بات پروگرام میں قرأت ہے۔ وہ بھی میں خود کرتا ہوں۔

مبلغین کی تقریریں

اس کے بعد مولانا مولوی غلام رسول صاحب راجیکی نے نہایت فصاحت اور بلاغت سے اس مضمون پر تقریر فرمائی۔ کہ اسلام ہی کامل مذہب ہے۔ آپ نے بتلایا۔ یہ مضمون نہایت وسیع ہے بطور نمونہ کے آپ نے اس مضمون کی ایک شق کو لیا۔ اور ثابت کیا کہ جو معرفت الہی اسلام انسان کو بخشتا ہے۔ اور کوئی دوسرا مذہب اس کا عشر عشیر بھی نہیں بخشتا۔ آپ کے بعد جناب مولوی ظہور حسین صاحب نے نہایت عمدگی اور اختصار کے ساتھ حضرت مسیح ناصری کی وفات قرآن احادیث اور اقوال ائمہ سے پیش کی۔ دوسرے اجلاس میں مولوی غلام رسول صاحب نے معیار ہائے صداقت انبیاء پر عالمانہ مگر عام فہم تقریر کی۔ اور بتلایا۔ کہ نبی اس وقت آتے ہیں۔ جب مذہبی اختلافات پیدا ہو جاتے ہیں۔ اور وہ مبشر اور منذر ہونے کی حیثیت سے ان اختلافات کا فیصلہ کرتے ہیں۔ انکی دعویٰ سے پہلے کی زندگی نہایت پاک ہوتی ہے۔ جس کے مخالفین بھی قائل ہوتے ہیں اور دعویٰ کے بعد خدا تعالیٰ کی تائیدات انکی صداقت کا آئینہ ہوتی ہیں تیسرے اجلاس میں خانصاحب منشی برکت علی صاحب نے ۴۴

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فہرست نو مبائعین ۱۹۳۲ء

۱۴۹۲ مولوی نبی بخش صاحب ضلع ڈیرہ غازیخاں
۱۴۹۳ مولوی احمد بخش صاحب " "
۱۴۹۴ مائی ہوتاں صاحبہ اہلیہ مولوی نبی بخش صاحب ضلع ڈیرہ غازیخاں
۱۴۹۵ میاں علی محمد صاحب خلف نبی بخش صاحب ضلع ڈیرہ غازیخاں
۱۴۹۶ محمود وزیر علی صاحب ضلع ڈیرا
۱۴۹۷ قمر النساء صاحبہ " "
۱۴۹۸ حمت نذیلی صاحب " "
۱۴۹۹ کالا غازی صاحب " "
۱۵۰۰ محمد خان صاحب " اٹک
۱۵ فیروز بیگم صاحبہ اہلیہ چوہدری مہر خان صاحب ضلع سیالکوٹ
۱۵۰۲ سردار بیگم صاحبہ اہلیہ عمر الدین صاحب ضلع سیالکوٹ
۱۵۰۳ چوہدری اکبر علی صاحب بی۔ اے۔ (عثمانیہ)
۱۵۰۴ ماسٹر محمد دلیداد خان صاحب شاہجہان آباد
عبد الرحمٰن صاحب ضلع لاہور
غلام زہرہ صاحبہ زوجہ ابراہیم صاحب ضلع لاہور
...ی دی محمد صاحب " ملتان
...بنت علی حیدر صاحب مرشد آباد بنگال
...خاتون صاحبہ بنت امیر روشن صاحب ضلع مرشد آباد بنگال
نور النساء بی بی صاحبہ بنت حفیظ اللہ صاحب ضلع مرشد آباد بنگال
۱۵۱۱ سردار بیگم صاحبہ بنت محمد بخش صاحب ضلع گورداسپور
۱۵۱۲ فضل بی بی صاحبہ زوجہ فضل الدین صاحب ضلع گورداسپور
۱۵۱۳ نواب بی بی صاحبہ زوجہ چوہدری فوجدار صاحب ضلع گورداسپور
۱۵۱۴ مبارک بی بی صاحبہ بنت فضل الدین صاحب ضلع گورداسپور
۱۵۱۵ کرم بھری صاحبہ زوجہ گوہر صاحب ضلع گورداسپور
۱۵۱۶ ریشمے صاحبہ بنت بدر الدین صاحب ضلع گورداسپور
۱۵۱۷ حسو صاحبہ زوجہ مولا بخش صاحب ضلع گورداسپور
۱۵۱۸ طالعہ بی بی صاحبہ زوجہ غلام محمد صاحب ضلع گورداسپور
۱۵۱۹ حشمتے صاحبہ زوجہ بدر الدین صاحب
۱۵۲۰ حسن بی بی صاحبہ زوجہ فضل الدین صاحب
۱۵۲۱ مختار بی بی صاحبہ زوجہ عمر الدین صاحب ضلع گورداسپور
۱۵۲۲ حاکم بی بی صاحبہ زوجہ چوہدری دل محمد صاحب ضلع گورداسپور
۱۵۲۳ کرم الدین صاحب ضلع جالندھر
۱۵۲۴ محمد تبلین صاحب " سیالکوٹ
۱۵۲۵ علی گوہر صاحب " "
۱۵۲۶ ریشم بی بی صاحبہ زوجہ علی گوہر صاحب ضلع سیالکوٹ
۱۵۲۷ ثناء اللہ صاحب ضلع سیالکوٹ
۱۵۲۸ خیر الدین صاحب " گورداسپور
۱۵۲۹ مولا بخش صاحب " "
۱۵۳۰ فقیر محمد صاحب " "
۱۵۳۱ محمد علی صاحب " "
۱۵۳۲ علی احمد صاحب " "
۱۵۳۳ کریم بی بی صاحبہ زوجہ اللہ دتا صاحب ضلع گورداسپور
۱۵۳۴ مہتاب بی بی صاحبہ بنت علم الدین صاحب ضلع گورداسپور
۱۵۳۵ سردار بیگم صاحبہ زوجہ اسمٰعیل صاحب ضلع گورداسپور
۱۵۳۶ علم بی بی صاحبہ بنت عبد الکریم صاحب ضلع گورداسپور
۱۵۳۷ عائشہ بی بی صاحبہ ضلع گورداسپور
۱۵۳۸ اللہ رکھی صاحبہ زوجہ محمد حسین صاحب ضلع گورداسپور
۱۵۳۹ فضل بی بی صاحبہ زوجہ دین محمد صاحب ضلع گورداسپور
۱۵۴۰ حسن بی بی صاحبہ ضلع گورداسپور
۱۵۴۱ نواب بی بی صاحبہ زوجہ عبد اللہ صاحب ضلع گورداسپور
۱۵۴۲ رحیم بی بی صاحبہ بنت عصمت اللہ صاحب ضلع گورداسپور
۱۵۴۳ علم بی بی صاحبہ بنت چراغ الدین صاحب ضلع گورداسپور
۱۵۴۴ مہر ابراہیم صاحب ضلع گورداسپور
۱۵۴۵ طالعہ صاحبہ بنت رحیما صاحب ضلع گورداسپور
۱۵۴۶ فتح الدین صاحب ولد مروڑا صاحب ضلع گورداسپور
۱۵۴۷ رحیم بخش صاحب ولد روڑا صاحب ضلع گورداسپور
۱۵۴۸ عزیز الدین صاحب ضلع گورداسپور
۱۵۴۹ عائشہ بی بی صاحبہ " امرتسر
۱۵۵۰ کمیوتی صاحبہ " جالندھر
۱۵۵۱ سردار بیگم صاحبہ اہلیہ محمد فضل کریم صاحب ضلع گورداسپور
۱۵۵۲ طالعہ بی بی صاحبہ ضلع گورداسپور
۱۵۵۳ حرمت بی بی صاحبہ اہلیہ عبد العزیز صاحب ضلع گورداسپور
۱۵۵۴ نور بی بی صاحبہ ضلع گورداسپور
۱۵۵۵ زینب صاحبہ اہلیہ عبد اللہ خاں صاحب ضلع گورداسپور
۱۵۵۶ نعیب بی بی صاحبہ زوجہ مہر علی صاحب ضلع گورداسپور
۱۵۵۷ خیر الدین صاحب ضلع گورداسپور
۱۵۵۸ ابراہیم صاحب " "
۱۵۵۹ گلاب بی بی صاحبہ بنت میرے بخش صاحب ضلع گورداسپور
۱۵۶۰ رشیدہ بیگم صاحبہ بنت منشی نور محمد صاحب ضلع گورداسپور
۱۵۶۱ محمودہ بیگم صاحبہ بنت نواب الدین صاحب ضلع گورداسپور
۱۵۶۲ فضل بی بی صاحبہ زوجہ حامد علی صاحب ضلع گورداسپور
۱۵۶۳ زہرہ بی بی صاحبہ بنت حامد علی صاحب
۱۵۶۴ حبیب بیگم صاحبہ زوجہ منشی نور محمد صاحب ضلع گورداسپور
۱۵۶۵ شیر محمد صاحب ولد عیدا صاحب ضلع گورداسپور
۱۵۶۶ شیر محمد صاحب ضلع گورداسپور
۱۵۶۷ ابراہیم صاحب " "
۱۵۶۸ مختار بیگم صاحبہ زوجہ فضل محمد خاں صاحب ضلع گورداسپور
۱۵۶۹ منیر بیگم صاحبہ زوجہ غلام حیدر صاحب ضلع گورداسپور
۱۵۷۰ عائشہ بی بی صاحبہ زوجہ تاج الدین صاحب ضلع گورداسپور
۱۵۷۱ بیگم صاحبہ زوجہ مولا بخش صاحب ضلع گورداسپور
۱۵۷۲ کھیو ضلع گورداسپور
۱۵۷۳ رحمتے صاحبہ ضلع گورداسپور
۱۵۷۴ چوہدری محمد بدرا صاحب " "
۱۵۷۵ چراغ بی بی صاحبہ " "
۱۵۷۶ منی بخش صاحب " "
۱۵۷۷ فاطمہ بی بی صاحبہ زوجہ مولا بخش صاحب ضلع گورداسپور
۱۵۷۸ جیراں صاحبہ زوجہ جاسوں صاحب ضلع گورداسپور
۱۵۷۹ نور بی بی صاحبہ ضلع گورداسپور
۱۵۸۰ چراغ بی بی صاحبہ " "
۱۵۸۱ رحیم بخش صاحب " "
۱۵۸۲ ملک سون صاحب " "
۱۵۸۳ مہر فقیر محمد صاحب " "
۱۵۸۴ مہر شیر محمد صاحب " "
۱۵۸۵ آغا حسین شاہ صاحب ریاست کپورتھلہ
۱۵۸۶ بشیر بی بی صاحبہ بنت عطا محمد صاحب ضلع گورداسپور
۱۵۸۷ طالعہ بی بی صاحبہ ضلع گورداسپور
۱۵۸۸ پیراں بی بی صاحبہ " "
۱۵۸۹ خیر الدین صاحب " "
۱۵۹۰ محمد طفیل صاحب " "
۱۵۹۱ بدر الدین صاحب " "
۱۵۹۲ غمری بیگم صاحبہ زوجہ منگتا صاحب ضلع گورداسپور
۱۵۹۳ نبی بخش صاحب ضلع گورداسپور
۱۵۹۴ سردار بی بی صاحبہ زوجہ حسین صاحب ضلع گورداسپور
۱۵۹۵ نور حسین صاحب ضلع گورداسپور
۱۵۹۶ حشمتے صاحبہ زوجہ شاہنواز صاحب ضلع گورداسپور
۱۵۹۷ کریم بی بی صاحبہ زوجہ دین محمد صاحب ضلع گورداسپور
۱۵۹۸ رحیم بی بی صاحبہ زوجہ دین محمد صاحب ضلع گورداسپور
۱۵۹۹ حسن بی بی صاحبہ زوجہ مہندا صاحب ضلع گورداسپور
۱۶۰۰ نواب بی بی صاحبہ بیوہ نواب صاحب ضلع گورداسپور
۱۶۰۱ ریشمے صاحبہ زوجہ نواب صاحب ضلع گورداسپور
۱۶۰۲ حسین بی بی صاحبہ زوجہ الٰہی بخش صاحب ضلع گورداسپور
۱۶۰۳ حشمتے صاحبہ زوجہ مہر الدین صاحب ضلع گورداسپور
۱۶۰۴ طالعہ بی بی صاحبہ زوجہ نواب الدین صاحب ضلع گورداسپور
۱۶۰۵ فاطمہ بی بی صاحبہ زوجہ احمد الدین صاحب ضلع گورداسپور
۱۶۰۶ حسین بی بی صاحبہ زوجہ نواب الدین صاحب ضلع گورداسپور
۱۶۰۷ حسین بی بی صاحبہ زوجہ علی بخش صاحب ضلع گورداسپور
۱۶۰۸ جیونی صاحبہ زوجہ عزیز الدین صاحب ضلع گورداسپور
۱۶۰۹ اللہ رکھی صاحبہ زوجہ محمد حسن صاحب ضلع گورداسپور
۱۶۱۰ نواب بی بی صاحبہ زوجہ غلام حسین صاحب ضلع گورداسپور
۱۶۱۱ حاکم بی بی صاحبہ زوجہ حسن محمد صاحب ضلع گورداسپور
۱۶۱۲ نواب بی بی صاحبہ زوجہ شیر احمد صاحب ضلع گورداسپور
۱۶۱۳ فضل بی بی صاحبہ زوجہ عبد الرحمٰن صاحب ضلع گورداسپور (باقی)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

ہندو مہاسبھا کے سکرٹری نے دہلی سے ایک اعلان شائع کیا ہے جس میں تمام ہندوؤں سے اپیل کی ہے کہ وہ ہر ضلع اور ہر قصبہ میں والنٹیر کور بھرتی کریں۔ یہ بھی لکھا ہے۔ کہ متعدد صوبجات نے والنٹیرز منظم کر کے نہایت اچھی مثالیں قائم کر دی ہیں۔ کیا مسلمانوں کی آنکھیں اب بھی نہ کھلینگی اور وہ غفلت میں پڑے رہیں گے؟

بنگالی انقلاب پسندوں کی سرگرمیوں کے متعلق ایک سرکاری بیان شائع ہوا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۹۳۱ء میں دہشت انگیزی کے ۷۶ واقعات ہوئے۔ جن میں ۹ اشخاص قتل ہوئے۔ مقتولین میں زیادہ تر یورپین ہیں۔ فرائض کی بجا آوری کے دوران میں پولیس کے بھی چھ ملازم قتل اور ۱۴۰ زخمی ہوئے۔

انڈین پریس ایکٹ ۱۹۳۱ء کے متعلق جسے پچھلے دنوں پہلے آرڈی ننس کی صورت میں مرتب کیا گیا تھا اور بعد میں اسمبلی میں پیش کر کے قانونی صورت دیدی گئی تھی۔ گورنر جنرل نے اعلان کیا ہے کہ وہ ۱۸ اکتوبر سے مزید ایک سال کے لئے نافذ رہیگا۔

یونان میں گذشتہ چند دنوں سے زلازل کے پیہم جھٹکوں سے ہر طرف تباہی و بربادی پھیل گئی ہے۔ لاتعداد انسان عمارتوں کے گرنے کی وجہ سے نیچے دب گئے ہیں۔ تین صد ہلاک ایک ہزار مجروح اور تین ہزار خانماں برباد ہو چکے ہیں۔ زلزلہ سے قبل بادلوں کی گرج اور صاعقہ پاشی کا طوفان امڈ آیا۔ جس نے تباہی میں اور اضافہ کر دیا۔ زلازل سے زمین میں سوراخ ہو گئے۔

بلدیہ دہلی کی خالی نشستوں کے لئے تین اچھوت قوم کے امیدوار نامزد کئے گئے ہیں۔

پنجاب پولیس کے نظم و نسق کی رپورٹ بابت سال ۱۹۳۱ء پر گورنمنٹ نے جو تبصرہ کیا ہے اس میں بیان کیا ہے کہ اس سال گذشتہ سال کی نسبت حالات نارمل رہے۔ اگرچہ سال کے شروع میں ہر قسم کے جرائم میں اضافہ ہو گیا تھا مگر سال کے اختتام پر پولیس نے حالات پر قابو پا لیا۔ جرائم قابل دست اندازی پولیس کی تعداد اس سال پچاس ہزار سے زیادہ رہی اتنی کثرت اس صوبہ میں اس سے پہلے کبھی نہ ہوئی تھی۔ ڈاکہ اور قتل کی وارداتوں میں بھی خطرناک طور پر اضافہ ہوا۔ گورنر باجلاس کونسل کو یقین ہے کہ ان جرائم کے نتائج کے ذمہ دار تحریک سول نافرمانی کے لیڈر اور اس میں حصہ لینے والے افراد ہیں۔ یہ امر باعث اطمینان ہے کہ عدم تعاون کے اثرات کے باوجود لوگ پولیس کی رضا کارانہ طور پر امداد کرتے رہے چنانچہ گورنمنٹ نے ان خدمات کے سلسلہ میں گیارہ اشخاص کو زمینیں عطا کیں۔ اور انعام کی صورت میں ایک لاکھ روپیہ تقسیم کیا مجرموں سے مقابلہ کرتے ہوئے دو کانسٹیبل ہلاک ایک سب انسپکٹر ایک ہیڈ کانسٹیبل اور ۹ کانسٹیبل سخت زخمی ہوئے۔ ان کے علاوہ بھی پولیس کی بھاری تعداد کو خفیف ضربات آئیں۔ اختتام ریویو پر گورنر باجلاس کونسل نے پولیس کو زبردست خراج تحسین ادا کیا ہے۔

نائب وزیر ہند کے عہدہ پر لارڈ لوتھین کی جگہ اب مسٹر رچرڈ بٹلر مقرر کئے گئے ہیں۔ جن کی عمر ۲۹ سال ہے آپ سر مانٹیگو بٹلر گورنر سی پی کے صاحبزادے ہیں اور آپ لوتھین کمیٹی کے ممبر بھی رہے ہیں۔ ہندوستان میں پیدا ہوئے تھے۔ لارڈ لوتھین لبرل تھے۔ مگر مسٹر بٹلر کنزرویٹو ہیں۔

ذرائع معاش کی قلت اور بے روزگاری اس قدر بڑھی ہوئی ہے کہ حال میں ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس امرتسر کے سامنے بطور کانسٹیبل بھرتی ہونے کے لئے پانچ سو نوجوان آئے۔ جو ایف اے یا بی۔ اے پاس تھے ان نوجوانوں میں سے صرف ۱۰ کو بھرتی کیا گیا۔

چھوت چھات کے مسئلہ پر پنڈت مدن موہن مالویہ نے ۳ اکتوبر کو بمبئی میں ہزاروں ہندوؤں کے جلسہ میں ایک تقریر کی جس میں شاستروں کے حوالہ سے دکھایا کہ چھوت چھات کی اجازت نہیں ہے گیتا کے اقتباسات بھی پیش کئے۔ سناتنیوں نے اس لیکچر سے اختلاف کرتے ہوئے اسے بند کرنے کی کوشش کی مگر تھوڑے ہونے کی وجہ سے کامیاب نہ ہو سکے

دہشت انگیزی کے واقعات کے انسداد کے لئے بنگال میں متواتر فوجیں بھیجی جا رہی ہیں۔ فوجوں کی تقسیم اس طرح ہوئی ہے کہ ڈھاکہ میں گورہ فوج رکھی گئی ہے۔ کومیلا میں گورکھا۔ میمن سنگھ میں جاٹ۔ اور بنکورا میں گورکھا رجمنٹ

احمد آباد میں گاندھی جی کے جنم دن پر ۸۰ کے قریب کانگرسیوں نے کانگرس ہوس پر مسلح پولیس کی موجودگی میں چھاپہ مارنے کی کوشش کی۔ جس پر انہیں فوراً گرفتار کر لیا گیا اس کے بعد یکے بعد دیگرے چھ اور کانگرسی دستے بڑھے۔ لیکن تمام والنٹیر گرفتار کر لئے گئے۔

سرودوار سے ۳۰ ستمبر کی اطلاع ہے کہ اچھوت ادہار سبھا نے شہر کے چیدہ چیدہ آدمیوں کے دستخط کرائے تھے کہ اچھوتوں کو ہرکی پوڑی اور برہم کنڈ میں اشنان کرنے اور مندروں کی پوجا اور دیو درشنوں میں کوئی مزاحمت نہ ہوگی۔ اس بنا پر ایک دن انہیں اشنان کرایا گیا۔ لیکن ۲۹ ستمبر کی شام کو پنڈتوں نے چند آدمیوں کو لاٹھیاں دے کر کھڑا کر دیا۔ اور اعلان کیا۔ کہ کوئی اچھوت ہرکی پوڑی کے پاس اشنان نہ کرنے پائے۔ پنڈتوں میں بےحد جوش تھا۔ اور وہ گنگا پلیٹ فارم پر کہہ رہے تھے کہ اچھوت ادہار کا حامی اب سامنے آئے اور انہیں اشنان کرانے کا مزہ چکھے۔ لیکن دلت ادہار سبھا کا کوئی شخص سامنے نہ آیا

مسٹر مقبول محمود صاحب ریاست پٹیالہ میں فارین منسٹر کے عہدہ پر مقرر کئے گئے ہیں۔ آپ عنقریب نواب لیاقت حیات خاں صاحب وزیر اعظم پٹیالہ کے ساتھ لنڈن تشریف لے جائیں گے۔

یو۔ پی گورنمنٹ کے متعلق معلوم ہوا ہے کہ اس نے فیصلہ کیا ہے آئندہ میونسپلٹیوں کے انتظام صحت کے لئے ہیلتھ آفیسر خود مقرر کیا کریگی۔

آل انڈیا کرکٹ ٹیم انگلستان کا دورہ کر کے ۳ اکتوبر کو بمبئی پہنچ گئی ہے۔

امریکن فیڈریشن آف لیبر کی طرف سے ایک بیان شائع ہوا ہے جس میں اندازہ لگایا گیا ہے کہ ریاستہائے متحدہ امریکہ میں ۱۵ اگست کے آخر تک ایک کروڑ پندرہ لاکھ اشخاص بیکار تھے۔

صوبہ سرحد کے گورنر نے ۳ اکتوبر کو مردان میں ایک دربار منعقد کیا جس میں سول نافرمانی میں سرانجام دینے والوں کو سندیں اور انعام دئے

سٹیٹسمین کلکتہ کے ایڈیٹر ... میں سے ایک کی جامہ تلاشی لینے پر ایک ... ہوا ہے جس میں لکھا ہے کہ سر الفریڈ واٹسن ... کو سٹیٹسمین کے نئے دفتر میں ایڈیٹری کا ... نہیں دیا جائیگا۔ دفتر نئی عمارت میں اٹھ کے جلنے والا ہے۔

یورپین اور ہندوستانی ارکان اسمبلی کی ایک ... بنگال کی دہشت انگیزی کے متعلق شملہ میں منعقد ہوئی ... میں متفقہ طور پر فیصلہ کیا گیا ہے کہ بنگال کے مشہور ... راہنماؤں کے دستخطوں سے جو بالخصوص طلبہ میں اثر ... ہوں ایسے اعلانات شائع کرائے جائیں۔ جن کے ... دہشت انگیزی کے خلاف رائے عامہ پر اثر ڈالا جائے ... طرح یونیورسٹی کے کالجوں اور سکولوں سے پروفیسر ...

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپایا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر غلام نبی